اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱؎

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰؎

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۳ | مورخہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

شملہ سے ۲۷ - جولائی کی اطلاع مظہر ہے - کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو آج پیچش کی شکایت زیادہ تھی - مگر حضور کام میں بے حد مصروف ہیں ؛

میلاد النبی کے جلسوں میں غیر احمدی اصحاب کی درخواست پر منٹگمری میں مولوی علی محمد صاحب کو لائل پور میں مولوی اللہ دتا صاحب کو ریالہ خورد میں مولوی مصباح الدین صاحب کو - اور بھیرہ ضلع شاہ پور میں حافظ مبارک احمد صاحب کو بھیجا گیا ؛

سرینگر کے زخمی مسلمانوں کے علاج کے لئے وہاں کے مسلمانوں کی درخواست پر ایک طبی وفد زیر سرکردگی جناب ڈاکٹر محمد شاہ نواز خانصاحب اسسٹنٹ سرجن بھیجا جانا تجویز ہوا تھا جس کے لئے بذریعہ تار اجازت طلب کی گئی تھی - لیکن حکومت کشمیر نے اجازت نہیں دی ؛

معاملاتِ کشمیر کے متعلق شملہ میں مسلمان زعماء کا جلسہ

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا تقرر اور اہم پروگرام

(الفضل کے رپورٹر کے قلم سے)

ریاست کشمیر کی مسلمان رعایا اور ریاست کے درمیان جو کشمکش ہو رہی ہے - اس پر غور کرنے کے لئے ۲۵ - جولائی کو [illegible] میں مسلمان زعماء کی ایک مجلس منعقد ہوئی - جس میں علاوہ بہت سے دوسرے زعماء کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ - سر ذوالفقار علیخاں صاحب - سر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب - خواجہ حسن نظامی صاحب - نواب صاحب کنج پورہ - خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب - سید محسن شاہ صاحب ایڈووکیٹ سکرٹری آل انڈیا کشمیری کانفرنس - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی مولوی نور الحق صاحب مالک مسلم آؤٹ لک - سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست بھی شریک ہوئے - نیز نمائندگان سرحد اور نمائندگان ریاست جموں و کشمیر بھی شامل تھے - وہ مسلمان لیڈر جو شامل نہ ہو سکے - ان کے خطوط کانفرنس کی اغراض کے ساتھ ہمدردی کے وصول ہوئے ؛

آل انڈیا کشمیر کمیٹی

مشورہ کے بعد قرار پایا - کہ ریاست کشمیر کے حالات اس قسم کے ہیں - کہ ان کی نگرانی کرنے کے لئے فوراً ایک آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ایک کمیٹی جس میں ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب۔ خواجہ حسن نظامی صاحب۔ نواب ابراہیم علی خان صاحب آف کنج پورہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی شامل ہیں۔ مقرر کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اس کمیٹی کے پریذیڈنٹ تجویز ہوئے۔ اور مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے سکرٹری۔ علاوہ ان ممبروں کے جن کے نام اس وقت تجویز ہوئے۔ قرار پایا۔ کہ ہندوستان کے تمام صوبوں کے نمائندے اس میں شامل کئے جائیں۔ اور پریذیڈنٹ کو اختیار دیا گیا۔ کہ بقیہ صوبجات ہند کے مسلم لیڈروں سے خط و کتابت کر کے اس کمیٹی میں تمام صوبجات کے نمائندے شامل کریں:۔

۱۴ اگست کشمیر ڈے منایا جائے

فیصلہ کیا گیا۔ کہ ریاست کشمیر کی موجودہ حالت ایسی ہے۔ کہ اس سے مسلمانوں کو واقف اور آگاہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ پس ۱۴ اگست کو تمام ہندوستان میں ایک کشمیر ڈے منایا جائے جس میں علاوہ لوگوں کو کشمیر کے حالات سے واقف کرنے کے گورنمنٹ ہند اور ریاست کو مظلوم مسلمانان کشمیر کے حقوق کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اور مصیبت زدگان کی امداد کے لئے چندہ بھی کیا جائے:۔

کشمیر کانفرنس کا موجودہ پروگرام

یہ بھی فیصلہ ہوا۔ کہ کمیٹی اس پروگرام پر عمل کرانے کی کوشش کرے۔ جو کشمیر کانفرنس کے موجودہ اجلاس میں منظور کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ پر زور دیا جائے کہ وہ کشمیر کے باشندوں کو وہ ابتدائی انسانی حقوق دلائے۔ جن سے انہیں اس وقت تک محروم رکھا گیا ہے۔ ریاست میں اس وقت تک نہ پریس کی اجازت ہے۔ نہ تقریر کی اجازت ہے۔ نہ اجتماع کی اجازت ہے۔ اور کوئی ایسی صورت نہیں کہ جس سے پُرامن طریق سے رعایا حکومت تک اپنے خیالات پہونچا سکے۔ اسی طرح مذہبی آزادی جو کہ تہذیب کا پہلا رکن ہے۔ اس سے بھی کشمیر محروم ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص مسلمان ہو جائے۔ تو اس کی جائداد ضبط کر لی جاتی ہے۔ اور بیوی بچوں سے اسے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ نیز زمین کے مالکانہ حقوق سے بھی وہ لوگ محروم ہیں۔ کیونکہ زمینداروں کو خود اپنی زمین پر مالکانہ حقوق نہیں دیئے جاتے۔ اور ریاست اپنے آپ کو سارے کشمیر کی زمین کی مالک سمجھتی ہے۔ اسی طرح باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے مسلمانوں کو ملازمت میں نہایت ہی قلیل حصہ دیا جاتا ہے۔ جو تین فیصدی بھی نہیں بنتا حالانکہ مسلمانوں کی آبادی کشمیر میں ۹۵ فیصدی ہے۔ اسی طرح اور حق تلفیاں ہیں۔ جو کشمیر کے مسلمانوں سے روا رکھی جاتی ہیں:۔ نیز فیصلہ کیا گیا۔ کہ کشمیر کے مسلمانوں کی حالت بالکل غلامی کے مشابہ ہے۔ اس سے مہذب دُنیا کو آگاہ کرنے کے لئے انگریزی میں ایک کتاب لکھی جائے۔ اور اسے خصوصاً انگلستان میں تقسیم کیا جائے۔ تا کہ وہاں کے لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ کس طرح غلامی کا رواج اب تک برطانوی علاقہ میں موجود ہے:۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا۔ کہ پارلیمنٹ سے مطالبہ کیا جائے۔ کہ وہ اس معاہدہ کی تشریح کرے۔ جو ایسٹ انڈین کمپنی اور مہاراجہ گلاب سنگھ صاحب کے درمیان ہوا تھا۔ کیونکہ اس معاہدہ کی غلط ترجمانی کی وجہ سے کشمیریوں کو حقوق ملکیت سے محروم رکھا جاتا ہے حالانکہ سکھوں سے حاصل شدہ علاقہ جو کشمیر کے ساتھ ہی برطانیہ کو حاصل ہوا تھا۔ وہاں کے باشندوں کے حقوق بالکل اور اصل پر تسلیم کئے گئے ہیں:۔

یہ بھی فیصلہ ہوا۔ کہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند اور پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کو اصل حالات سے آگاہ کر کے ایک آزاد تحقیقات کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی جائے۔ بلکہ خود مہاراجہ صاحب سے مل کر بھی ان کو صورتِ حالات سے آگاہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ ممکن ہے وزراء اُن تک غلط واقعات پہونچا رہے ہوں:۔

آل انڈیا کشمیر کانفرنس کی تجویز

یہ بھی فیصلہ کیا گیا۔ کہ اگر دو مہینوں کی متواتر کوششوں کے باوجود بھی حکومتِ کشمیر یا حکومت برطانیہ نے توجہ نہ کی۔ تو تین اور چار اکتوبر کو وسیع پیمانہ پر ایک آل انڈیا کشمیر کانفرنس سیالکوٹ میں منعقد کی جائے۔ اور موجودہ پروگرام سے زیادہ مؤثر پروگرام تیار کیا جائے۔ اور اس وقت تک کوشش ترک نہ کی جائے جب تک کہ ابتدائی انسانی حقوق ریاست جموں اور کشمیر کے مسلمان باشندوں کو حاصل نہ ہو جائیں:۔

ایک دلچسپ امر

ایک نہایت دلچسپ امر جو دوران کانفرنس میں پیش آیا یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کے حقوق کی فہرست میں جب یہ حصہ زیر بحث آیا۔ کہ ریاست میں سُور کے جھٹکا کرنے اور بیچنے کی عام اجازت ہے لیکن گائے ذبح کرنے پر سات سال کی قید کی سزا مقرر ہے۔ تو ریاست جموں اور کشمیر کے نمائندوں نے بڑے زور سے اصرار کیا۔ کہ اس حصہ کو چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ ہمارا جھگڑا ریاست سے ہے نہ کہ ہندوؤں سے۔ باوجود اس کے کہ ریاست کے بعض حکام ہندو مسلمان فساد پیدا کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اور موجودہ ہیجان کو ایک فرقہ وارانہ جنگ قرار دے رہے ہیں۔ اور اس پراپیگنڈا کی وجہ سے اکثر ہندو مسلمانوں کے خلاف کارروائی میں حصہ لے رہے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ غلط فہمی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ پس ہم نہیں چاہتے۔ کہ ہمارے ہندو ہمسایوں کی دل شکنی ہو۔ اس لئے اس حصہ کو مطالبات سے نکال دیا جائے۔ گو یہ حصہ نہایت اہم تھا۔ لیکن نمائندگان ریاست کی اس بات کا کانفرنس پر اتنا اثر ہوا۔ کہ ان کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے اسے مطالبات کی فہرست سے نکال دیا گیا۔

مسلمانانِ ہند میں جوش کی وجہ

یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ کانفرنس میں عام طور پر اس امر کے خلاف جذبۂ نفرت پایا جاتا تھا کہ ریاست کشمیر کے حکام مسلمانوں کے جوش کو ریاستوں کے خلاف تحریک پر محمول کر رہے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ نہیں۔ مسلمانوں میں جوش صرف کشمیر کے مخصوص حالات کی وجہ سے ہے۔ جہاں کے باشندے انسانیت کے ابتدائی حقوق سے بھی محروم ہیں۔ مسلمانوں میں انسانی ہمدردی کے جذبہ کے ماتحت جوش پیدا ہوا ہے۔ اس لئے اسے ایک پولیٹیکل تحریک کی بجائے ایک سوشل تحریک کہنا چاہیئے:۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا پتہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل پتہ احباب کی آگاہی کے لئے شائع کیا جاتا ہے:۔

Fairview Simla E.

"کوٹھی فیئر ویو۔ شملہ ایسٹ"

بلادِ عربیہ میں تبلیغ احمدیت

ایک عمر رسیدہ احمدی کا اخلاص

کبابیر میں ایک معمر شخص الحاج عبد القادر نہایت مخلص احمدی ہیں۔ باوجودیکہ اُن کی عمر سو برس کے قریب ہے۔ وہ تمام نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں۔ ان کی اولاد۔ ان کے پوتوں کی اولاد سمیت چالیس نفوس کے قریب ہے۔ انہی کے صاحبزادہ شیخ صالح سب سے پہلے کبابیر سے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ پھر ان کی متواتر تبلیغی کوشش سے دوسرے بھی جماعت میں داخل ہوئے۔ چار پانچ سال کا عرصہ ہوا۔ انہوں نے ایک قطعہ زمین کا فروخت کیا تھا۔ مشتری کے ذمہ کچھ روپیہ باقی تھا۔ چند روز ہوئے مشتری نے انہیں بقیہ قیمت بیس پونڈ دی۔ تو وہ میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ ہم تو اب دُنیا میں ایک دو روز کے مہمان ہیں۔ اس لئے میری خواہش ہے۔ کہ یہ روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کر دیا جائے۔ اور ہو سکے۔ تو پرساتی کنواں جو مسجد کے ساتھ تیار کیا جائے گا۔ وہ میرے خرچ سے ہو۔ اس کے لئے ۱۳ - پونڈ کا اندازہ لگایا گیا۔ انہوں نے ۱۳ - پونڈ نقد دیدیئے۔ ان کی بیوی جو ایک صالحہ عورت اور مخلص احمدی ہیں۔ ان سے کہنے لگیں۔ میرا بھی اس میں حصہ ہونا چاہیئے۔ آخر یہ قرار پایا۔ کہ تین پونڈ ان کی طرف سے ہوں۔ اور دس پونڈ الحاج عبد القادر کی طرف سے۔ اللہ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے دنیا و آخرۃ میں اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ نیز دوسرے دوستوں نے جو مسجد کے لئے چندہ دیا ان کے اسماء معہ رقم چندہ حاشیہ میں درج ہیں:۔ . . . . .

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

حضرت خلیفۃ المسیح کا مکتوب بنام ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند

نیشنلسٹ مسلمانوں کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کیلئے نامزد کرنا درست نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل مکتوب ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کو ارسال فرمایا

میں کل ہی چند دنوں کے لئے شملہ پہونچا ہوں۔ اور مجھے ابھی اطلاع ملی ہے۔ کہ بقول ایسوسی ایٹڈ پریس گورنمنٹ سر علی امام اور ڈاکٹر انصاری صاحبان کو مائناریٹی کمیٹی کا ممبر مقرر کرنا چاہتی ہے۔

یور ایکسیلنسی! پچھلے سال غالباً میں ہی ایک شخص تھا۔ جو گورنمنٹ حلقوں میں بھی۔ اور پبلک میں بھی یہ خیال ظاہر کرتا رہا تھا۔ کہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ کانگرسی مسلمانوں کے نمائندے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں نہ جائیں۔ کیونکہ ہمیں ہر ایک کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دینا چاہیئے۔ لیکن اب میرے نزدیک حالات بدل گئے ہیں۔ پچھلے سال یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ گورنمنٹ باقی نمائندوں کی طرح کانگرسی خیال کے لوگوں کو خود نامزد کرے گی۔ دوسرے کانگرس نے کوئی پالیسی اقلیتوں کے متعلق شائع نہیں کی تھی۔ اور اس بارے میں نیشنلسٹ مسلمانوں کی رائے کو گو حقیقۃً وہ کانگرس کی ہدایت کے ماتحت تھی۔ اصطلاحی طور پر کانگرس کی رائے نہیں کہا جاسکتا تھا۔ اور اس کا علیحدہ وجود تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ لیکن اب یہ دونوں باتیں نہیں رہیں۔ اول گورنمنٹ نے کانگرس کے نمائندے اپنے انتخاب سے مقرر نہیں کئے۔ بلکہ کانگرس کے فیصلہ کے مطابق کئے ہیں۔ دوسرے کانگرس اقلیتوں کے متعلق اپنی رائے ظاہر کر چکی ہے۔ اور اسے تسلیم کرنے کا نیشنلسٹ مسلمان اعلان کر چکے ہیں۔

ان حالات میں اگر یہ خبر صحیح ہے۔ تو نیشنلسٹ مسلمانوں کے نمائندوں کا راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں تقرر نہایت ناواجب ہے۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ گورنمنٹ نے کانگرس کی اس خواہش کو کہ اس کے مطالبات بغیر اختلاف کے متحدہ صورت میں پیش ہوں اور صرف ایک شخص انہیں پیش کرے۔ پورا کر دیا۔ لیکن کانگرس کے دوسرے نمائندوں کو مسلمانوں کے نمائندوں کی حیثیت سے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شامل کر کے مسلمانوں کی رائے میں اختلاف پیدا کر دیا۔

میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اگر یہ خبر صحیح ہے۔ تو مسٹر گاندھی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں اقلیتوں کے متعلق کوئی رائے دیں گے۔ یا نہیں؟ اگر وہ کوئی رائے دیں گے۔ تو وہ کانگرس کی طرف سے بحیثیت مجموعی ہوگی۔ یا صرف ہندوؤں کی طرف سے؟ اگر وہ کانگرس کی طرف سے بحیثیت مجموعی ہوگی۔ تو یہ مسلم نمائندے کس غرض کے لئے بھیجے جاتے ہیں؟ اگر وہ رائے صرف ہندوؤں کی رائے سمجھی جائے گی۔ تو مسٹر گاندھی کانگرس کے نمائندے کیونکر سمجھے جاسکتے ہیں۔ جو دعویٰ کرتی ہے۔ کہ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی متحدہ انجمن ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ اگر گورنمنٹ موجودہ حالات میں کانگرسی مسلمانوں کے نمائندے مقرر کرے گی۔ تو وہ نیشنلسٹ مسلمانوں کے دو وجود تسلیم کرے گی۔ ایک کانگرس کے واسطہ سے۔ اور ایک علیحدہ اور یہ امر حقیقت کے لحاظ سے بھی غلط ہے۔ کیونکہ وہ لوگ کانگرس کا فیصلہ تسلیم کر چکے ہیں۔ اور انصاف کے لحاظ سے بھی غلط ہے کیونکہ اس طرح اُن کی آواز کو ناجائز طور پر دوہری طاقت حاصل ہو جائیگی دُنیا ان کی رائے کو سُنکر یقیناً یہ خیال کرے گی۔ کہ کانگرس۔ اور مسلمانوں کا ایک حصہ ہندو نقطۂ نگاہ کی تائید کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقۃً یہ ہوگی کہ کانگرس گورنمنٹ کی مہربانی سے نیشنلسٹ اور کمیونل دو لباسوں میں آکر ایک ہی مطالبہ پیش کرے گی۔

یور ایکسیلنسی! مسلمان کبھی یہ برداشت نہیں کریں گے۔ کہ کانگرس کی اس خواہش کے لئے کہ اُس کے مطالبات متحدہ صورت میں پیش ہوں اور صرف ایک شخص پیش کرے۔ کانگرس کے چند ممبر مسلمانوں کی طرف سے نمائندے بنا کر بھیجدیئے جائیں۔ اور اس طرح مسلمانوں میں اختلاف ظاہر کیا جائے۔ بے شک پنڈت مدن موہن مالویہ صاحب بھی ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔ لیکن اُن کا معاملہ مختلف ہے۔ کیونکہ ہندو مہاسبھا اور کانگرس ایک ہی وجود کی دو شکلیں ہیں۔ لیکن مسلم اکثریت کانگرس کے ہم خیال نہیں۔ کہ کانگرسی مسلمانوں کے جانے کو اپنے نمائندوں کی زیادتی خیال کرے۔ دوسرے اگر ہندو اس پر اعتراض نہیں کرتے۔ کہ کیوں ایک کانگرسی کو اُن کی طرف سے نمائندہ کر کے بھیجدیا گیا ہے۔ تو مسلمانوں کو ان کی اتباع کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

یور ایکسیلنسی! ہم لوگ اس حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں۔ کہ کانگرس نے ایک نمائندہ کا فیصلہ صرف اس لئے کیا ہے۔ کہ وہ اس اعتراض سے بچ سکے۔ کہ پہلے تو اُس نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی نمائندگی کا اکثر حصہ اپنے لئے طلب کیا تھا۔ اب کیوں تھوڑی نمائندگی پر راضی ہو گئی۔ چونکہ اس کا یہ تنزل اس کی شکست پر دلالت کرتا تھا۔ اُس نے یہ بہانہ بنایا۔ کہ کانگرس کو زیادہ نمائندوں کی ضرورت نہیں۔ وہ متحدہ مطالبہ صرف ایک شخص کے ذریعہ پیش کرے گی۔ اُس نے اس طرح پبلک کو دھوکہ دیا۔ نادان لوگ اُس کی تعریف کرنے لگے۔ کہ اُس نے اتحاد کا کیا ہی عمدہ نمونہ دکھایا ہے۔ بلکہ بعض مسلمانوں کو طعنہ دینے لگے۔ لیکن ہم لوگ بھی جانتے ہیں اور کانگرس کے ممبر بھی جانتے ہیں۔ کہ یہ طریق صرف اپنے پہلے مطالبہ کو چھوڑنے کی ذلت سے بچنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ ورنہ اس میں ان کے دو نقصان ہیں۔ ایک تو یہ کہ گاندھی جی کانگرس کے سب فوائد کی نگرانی نہیں کر سکتے۔ دوسرے یہ کہ اس طرح انہیں ہندوؤں کی طرفداری کھلم کھلا کرنی پڑے گی۔ اور اُن کا غیر جانبداری کا جامہ چاک ہو جائے گا۔ جس کی مدد سے کانگرس مسلمانوں کے ایک حصہ کو اپنے قبضہ میں کئے ہوئے ہے۔ پس اب وہ چاہتی ہے۔ کہ دوسرے ذرائع سے اسے کچھ نمائندگی حاصل ہو جائے۔ تا اس کے دونوں مقصد حاصل ہو جائیں لیکن مسلمان کبھی تیار نہ ہونگے۔ کہ کانگرس کو ذلت سے بچانے کے لئے اپنی قربانی پیش کریں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ یور ایکسیلنسی اگر کوئی تجویز کانگرسی مسلمانوں کی نمائندگی کی ہے۔ تو ان حالات کی موجودگی میں اسے نظر انداز کر کے مسلمانوں کو ایک زبردست ہیجان سے بچائیں گے جس کا پیدا ہونا اس وقت حکومت اور رعایا دونوں کے مصالح کے لحاظ سے بالکل غیر مناسب ہوگا۔

خاکسار

میرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

۲۵- جولائی سنہ ۱۹۳۱ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیہات میں بدامنی کا خطرہ

ہوس آف کامنز میں وزیر ہند نے ہندوستان کی عام کساد بازاری کا ذکر کرتے ہوئے کہا:-

"اس وقت تحریک سول نافرمانی کے پھوٹ پڑنے کا اتنا اندیشہ نہیں - جتنا دیہات میں مالی تنگی کے وجہ سے بدامنی کا"

یہ بالکل صحیح ہے - فی الواقعہ دیہات میں زمینداروں کی حالت بے حد تشویشناک ہو چکی ہے - اور ایسی حالت میں سُود خوار بنیئے اور مہاجن بلائے بے درماں کی طرح ان پر مسلط ہیں - اور چاہتے ہیں - کہ انہیں نوچ کر کھا جائیں - اس سے ہر وقت بدامنی کے پھوٹ پڑنے کا خطرہ ہے - لیکن تعجب ہے - کہ یہ حالت جو تحریک سول نافرمانی سے بھی زیادہ خطرہ کا مُوجب بن رہی ہے - اور جس کا کھلے طور پر اعتراف وزیر ہند جیسا ذمہ وار انسان پارلیمنٹ کے اجلاس میں کر رہا ہے - اس کے انسداد کے لئے سول نافرمانی کو روکنے کے لئے جو انتظامات کئے گئے تھے - ان کے مقابلہ میں کہا جا سکتا ہے - کہ کچھ بھی نہیں کیا جا رہا - اس وقت تک ہندوستان کے مختلف گوشوں سے یہ تحریک ہو چکی ہے - کہ گورنمنٹ سود خواروں کے مظالم سے کسانوں اور زمینداروں کو بچائے - ان کے قرضوں کی حد بندی کر دے - حد سے بڑھی ہُوئی سودی رقوم کو ناقابل ادائگی قرار دیدے - لیکن ابھی تک حکومت نے اس طرف قطعاً توجہ نہیں کی - حکومت کو چاہیئے - کہ اس خطرہ کو معمُولی نہ سمجھے - اور جس قدر جلد ممکن ہو - اس بارے میں ضروری انتظامات کرے ؛

ڈپٹی کمشنر ملتان کی خلاف قانون تنبیہ

ہم نہیں سمجھ سکتے - جب گورنمنٹ نے کانگرس کے والنٹیروں کے لئے پکٹنگ جائز قرار دے دیا ہے - حتیٰ کہ مسلمان دوکانداروں کی دوکانوں پر باوجُود ان کی طرف سے سخت صدائے احتجاج بلند کرنے کے کانگرس کے والنٹیروں کو پکٹنگ کرنے سے نہیں روکا جاتا - تو پھر ملتان کے ڈپٹی کمشنر نے کس بنا پر ملتان کے مسلمانوں کو اس لئے تنبیہ کی ہے - کہ انہوں نے شہر کے دروازوں پر اس غرض سے پکٹنگ شروع کیا تھا - کہ مسلمان عورتوں کو شہر میں خرید و فروخت کرنے سے روکا جائے - اور کیوں مسلمانوں نے اس تنبیہ کی پرواہ کی ؟ ہنُدو اخبارات کا بیان ہے - کہ اس پکٹنگ سے فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہونے کا اندیشہ تھا - ہنُدو اگر ہر بات پر فساد کرنا چاہیں - تو انہیں کیا خوف ہو سکتا ہے - ورنہ مسلمان دوکانداروں کی دوکانوں پر ہنُدوؤں کا پکٹنگ کرنا - تو فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے - چنانچہ ہوُا - اور بنارس کا فساد اسی کا نتیجہ تھا - لیکن مسلمان عورتوں کو شہر میں جانے سے خود مسلمانوں کا روکنا کیونکر فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کر سکتا ہے - ہندوؤں کو اس سے تعلق ہی کیا ہے - کیا مسلمانوں کو یہ حق حاصل نہیں - کہ وُہ اپنی عزت و آبرو اور اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کریں - اور اپنی عورتوں کو غیر مسلم دوکانوں پر نہ جانے دیں - ہم علی الاعلان کہہ دینا چاہتے ہیں - کہ ڈپٹی کمشنر ملتان تو کیا - دُنیا کی کوئی طاقت بھی مسلمانوں کو اس حق سے محروم نہیں کر سکتی - اور مسلمانانِ ملتان نے اگر ڈپٹی کمشنر کی تنبیہ سے ڈر کر پکٹنگ اٹھا لیا - تو انہوں نے سخت بے غیرتی اور نامردی کا ثبوت دیا - ان کا فرض ہے - کہ اس کا ازالہ کریں - اور دیگر مقامات کے مسلمانوں کو بھی اس نہایت اہم امر کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے - مسلمان عورتوں کا دوکانوں پر جا کر خرید و فروخت کرنا نہ صرف اقتصادی اور مالی لحاظ سے مسلمانوں کے لئے بے حد نقصان رساں ہے - بلکہ اسلامی غیرت اور حمیت کو بھی سخت نقصان پہونچانا اور اپنے ننگ و ناموس کو خطرہ میں ڈالنا ہے - اس کی قطعاً ممانعت ہونی چاہیئے - اور اس کے لئے ہر وُہ طریق اختیار کرنا چاہیئے جس کی قانون اجازت دیتا ہے ؛

دِل آزار تاریخی کتاب

یہ خوشی کی بات ہے - کہ پنجاب یونی ورسٹی کے بی - اے کے نصاب میں "اے ہسٹری آف دی اسلامک پیپلز" کے نام سے تاریخ کی جو کتاب شامل تھی - جس میں اسلام کی مقدس ہستیوں کے خلاف نہایت دل آزار ریمارکس درج تھے - اور جس کے خلاف مسلمانوں نے نہایت زور سے آواز بلند کی تھی - اسے وائس چانسلر صاحب یونی ورسٹی نے کورس سے خارج کر دیا ہے - لیکن اسی سلسلہ میں ہمیں یہ معلُوم کر کے بہُت افسوس ہوُا - کہ تاریخ اسلام پر انگریزی میں سوائے سید امیر علی کی کتاب کے اور کوئی کتاب کسی مسلمان کی لکھی ہوئی نہیں ملتی - اور اب جبکہ یہ کتاب خارج از نصاب کر دی گئی ہے - ایک پُورے پرچے کے لئے طالب علموں کو صرف استادوں کے لکھائے ہوُئے نوٹوں پر انحصار رکھنا پڑے گا - اور پرائیویٹ طلبا کے لئے کوئی کتاب نہ ہو گی ؛

ہمارے نزدیک مُسلمانوں کے لئے یہ نہایت ہی افسوسناک امر ہے - کہ عہد اسلامی کی کوئی مستند تاریخ انگریزی میں ابھی تک تیار نہیں ہوُئی - اور اس کے لئے غیر تو غیر خود مسلمان طالب علموں کو امتحان دینے کے لئے ایسے یورپین مصنفین کی کتابوں کا محتاج ہونا پڑتا ہے جن کا رُوئے سُخن قدرتی طور پر اپنے ہم وطنوں کی طرف ہوتا ہے - اور لازمی طور پر ان کی کتابوں میں جابجا ایسے مضامین پائے جاتے ہیں - جو مسلمانوں کے لئے دل آزاری کا موجب ہوتے ہیں ؛ خدا کے فضل سے مسلمانوں میں اچھے اچھے قابل انگریزی دان موجود ہیں - اگر وُہ توجہ کریں - تو عہد اسلامی کی بہترین تاریخ انگریزی میں مرتب ہو سکتی ہے - جو یورپ کے حق پسند لوگوں کو بھی بہُت سی غلط فہمیوں سے نکال سکتی - اور انہیں صحیح واقفیت بہم پہونچا سکتی ہے ؛

کانگرس اور معاہدہ دہلی کی پابندی

کانگرس کی طرف سے حکومت پر نہایت شد و مد کے ساتھ یہ الزام لگایا جا رہا ہے - کہ اس کے کارندے معاہدہ دہلی کی خلاف ورزی کر رہے ہیں - بلکہ گاندھی جی نے تو اس کو اس قدر اہمیت دی ہے - کہ حکومت سے ایک ایسے بورڈ کے تقرر کا مطالبہ کیا - جو اس کے متعلق تحقیقات کرے - اور ایسا نہ ہونے کی صورت میں بڑی بڑی دھمکیاں بھی دیں - قطع نظر اس سے کہ حکومت کی طرف سے اس معاہدہ کی خلاف ورزی ہُوئی ہے یا نہیں - یہ ضرور کہا جا سکتا ہے - کہ کانگرس کی طرف سے متواتر اس معاہدہ کے خلاف ہو چکا - اور ہو رہا ہے - تازہ واقعات ہی ملاحظہ ہوں -

گورنر بمبئی پر قاتلانہ حملہ - اور پنجاب میل میں بھوساول کے قریب دو فوجی افسروں میں سے ایک کو ہلاک اور دوسرے کو سخت زخمی کرنا - کیا اس سپرٹ کا اظہار ہے - جو معاہدہ دہلی کا مقصُود تھا ؛ کہا جاتا ہے - کانگرس ایسے افعال کی ذمہ وار نہیں - کیونکہ ایسے انقلاب پسند کانگرس کی سیادت تسلیم نہیں کرتے - لیکن کیا ایسے ہی تشدد پسندوں کی حمایت اور ان کی تعریف و توصیف کر کے کانگرس اپنی ہمدردی کا یقین نہیں دلا چکی - پھر جبکہ مسلمانوں کی بہُت بڑی اکثریت کے متحدہ و متفقہ مطالبہ کے باوجُود کانگرس ان کے حقوق محض اس وجہ سے تسلیم نہیں کرتی - کہ چند نام نہاد نیشنلسٹ مسلمان علیحدہ ہیں - تو ایسے خود سر اور خود مختار انقلاب پسندوں کی موجودگی میں کانگرس کو اپنے مطالبات منوانے کا کیا حق ہو سکتا ہے - مگر حقیقت یہ ہے - کہ کانگرس ایسے ہی لوگوں کے بل بوتے پر اپنی کامیابی سمجھتی ہے - اسی لئے ہر ممکن طریق سے ان کی حوصلہ افزائی کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے -

تجارت پارچہ کی سکیم

لنڈن سے ریوٹر کی ایک تازہ خبر مظہر ہے - کہ مسلمان بزازوں اور لنکاشائر کے کارخانوں کے درمیان تجارت پارچہ کو ترقی دینے کے لئے دہلی میں جو کمپنی قائم ہونے والی ہے - اور جس کی سکیم امام صاحب مسجد احمدیہ لنڈن کے ذریعہ ولایت میں شائع ہُوئی - اسے لنکاشائر میں بڑی اہمیت دی جا رہی ہے - اس کے ذریعہ اندرون ہندوستان میں سوتی پارچہ اور کپاس کی تجارت کے جدید مرکز قائم کئے جائیں گے - اور مسلمانوں کے لئے کپڑے کی تجارت میں ترقی کرنے کا موقعہ پیدا کیا جائے گا ؛

جہانتک ہمیں معلُوم ہے - مسلمانانِ ہند اس سکیم کو کامیاب بنانے کیلئے پُورا عزم اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طلباء مدرسہ احمدیہ کی طرف سے مبلغین لنڈن اور دمشق کو دعوت چائے

مبلغین کی طرف سے اظہار شکریہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر

۲۳ جولائی طلباء مدرسہ احمدیہ نے مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل مبلغ انگلستان۔ اور مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل مبلغ دمشق کو دعوت چائے دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ اس موقعہ پر مبلغ صاحبان اور ان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو تقریریں کیں وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

مولوی محمد یار صاحب کی تقریر

سب سے پہلے میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھ ناچیز کو اس قابل بنایا۔ کہ میں تبلیغ اسلام کے لئے ہندوستان سے باہر بھیجا جا رہا ہوں ابتداء سے ہی مجھ میں کوئی قابلیت نہ تھی۔ ہر رنگ اور ہر پہلو سے کمزور تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے تبلیغ کے کام پر لگایا۔ اس کے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جب میں مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ حضور کے مشورہ سے خالد صاحب نے داخل کرایا۔ پھر وہاں حضور کی دعاؤں کے طفیل تعلیم پائی۔ اور حضور کی شفقت سے تبلیغ کے کام پر لگایا گیا۔ اور اب بھی حضور کی محض نوازش اور ذرہ نوازی ہے کہ اس کام کے لئے چنا گیا ہے۔ ورنہ مجھ میں کوئی خوبی نہیں کوئی قابلیت نہیں۔

اس کے بعد میں ان طلباء کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ٹی پارٹی دی ہے۔ مجھے جہاں تک خدا تعالیٰ نے توفیق دی ان کو دعاؤں میں یاد رکھوں گا۔ مجھے بھی بزرگ اور دوست دعاؤں میں یاد رکھیں میں پہلا ہی مولوی فاضل ہوں۔ جو اس میدان میں اتر رہا ہوں۔ میرے لئے خصوصیت سے دعا کی جائے۔ کہ خدا تعالیٰ کامیابی عطا کرے۔

مولوی اللہ دتا صاحب کی تقریر

میں ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے لئے یہ اجتماع کیا ہے اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ خدمت دین خدا کا فضل ہے۔ اور یہ خدا ہی کے فضل سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر اس کے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ وہ بھی خدا کے فضل سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ مجھے جس ملک کے لئے منتخب کیا گیا ہے وہاں مولوی جلال الدین صاحب شمس کام کر رہے ہیں۔ اور بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ میں اپنے اندر اس کام کو سنبھالنے کی طاقت نہیں دیکھتا۔ مگر چونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔ کہ جو کام ذمہ لگایا جائے۔ اس کے کرنے کے لئے اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ میں امید کرتا ہوں مولوی جلال الدین صاحب کو جس طرح خدمت دین کی توفیق ملی ہے۔ اسی طرح مجھے بھی ملیگی۔ اور خواہش تو یہ ہے۔ کہ ان سے بڑھ کر مجھے کامیابی حاصل ہو۔ مگر اپنی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے سمجھتا ہوں۔ شاید کام کو سنبھال بھی نہ سکوں۔ میں قادیان میں سولہ سال سے زیادہ رہا ہوں اس مقام کو چھوڑتے ہوئے ایسے جذبات پیدا ہوئے ہیں جن کا اظہار کرنا ناممکن ہے اپنے برکات کے لحاظ سے قادیان کی بستی۔ یہاں کے بزرگوں کی صحبت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت ایسی چیزیں ہیں۔ کہ یہاں سے جانے کے وقت عجیب کشمکش پیدا کر دیتی ہیں۔ مگر میں خدا سے امید رکھتا ہوں جس کے دین کی اشاعت کے لئے مجھے باہر بھیجا جا رہا ہے۔ کہ وہ صحت و سلامتی کے ساتھ واپس لائے گا۔

میرے وہم و گمان میں بھی یہ کبھی نہیں گزرا۔ کہ خدمت سلسلہ کی توفیق کسی قابلیت کی وجہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ محض خدا کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ ہم سے زیادہ قابل۔ ہم سے زیادہ عقلمند۔ ہم سے زیادہ علم رکھنے والے موجود ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے۔ کہ وہ ناکاروں کو چنتا ہے۔ تاکہ اپنی قدرت نمائی کرے۔

میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ سلسلہ احمدیہ ایک ایسی نعمت ہے جس کے برابر اور کوئی نعمت نہیں ہے انسان ایک معمولی احسان کی قدر کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہے۔ لیکن سلسلہ احمدیہ کی وجہ سے جس قدر احسان مجھ پر ہوئے ہیں جن میں میری زندگی کا ایک ایک لمحہ گزرا ہے۔ اور جن کی وجہ سے میری کایا پلٹ گئی ہے۔ اس کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ میرے والد صاحب کی خدا تعالیٰ کی رحمتیں ان پر نازل ہوں۔ خواہش تھی۔ کہ میں دین کی خدمت کروں۔ اسی غرض سے انہوں نے مجھے یہاں پڑھنے کے لئے بھیجا۔ پھر خدا کے فضل اور بزرگوں کی شفقت سے میں نے تعلیم حاصل کی۔ اگرچہ میں اپنی کمزوریوں سے ڈرتا ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ مجھے کامیاب کرے گا۔ اور خواہش کرتا ہوں۔ کہ آپ حضرات دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ میری زندگی کو نمونہ کی زندگی بنائے۔ میرا وجود اسلام اور احمدیت کو بدنام کرنیوالا نہ ہو۔

آخر میں میں پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے ان الفاظ پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ کہ سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کے بہت بڑے احسانوں کو لئے ہوئے ہے۔ اور میں اپنی زندگی کو ان احسانوں کا نمونہ سمجھتا ہوں۔ مجھ پر بے پایاں احسان ہیں جنکے لئے احسان کہ جن کی انتہا ہی نہیں۔ اور ہر احمدی اپنے متعلق یہی پائیگا۔ کہ سلسلہ احمدیہ نے اس پر بڑے بڑے احسان کئے۔ اس کا کوئی احسان سلسلہ پر نہیں۔ مجھے یہ بھی یقین ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی نصرت کمزوروں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔ میں خدا کے فضلوں پر یقین رکھتے ہوئے۔ اور یہ سمجھتے ہوئے۔ کہ سراپا گناہ۔ عیب اور کمزوری ہوں۔ آپ صاحبان اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے التماس کرتا ہوں۔ کہ دعا کریں میرے گناہ خدمت دین میں روک نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ مجھ پر اور میرے ساتھی پر فضل فرمائے۔ اور ہمیں کامیاب کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

یہ

اللہ تعالیٰ کا فضل

ہے۔ کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے۔ اس وقت سے ہی اس نے مجھے اس بات کے سمجھنے کی توفیق دی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام دنیا میں

عظیم الشّان تغیّر

کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ قدرتی طور پر انسان کو اپنے عزیزوں اور بزرگوں کی عزت کی پچ ہوتی ہے۔ اور وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے عزیز اور رشتہ دار معزز ہوں۔ اس میں ایک حد تک خود غرضی ہوتی ہے۔ انسان اپنے

عزیزوں اور رشتہ داروں کی عزّت

اور بڑائی کی خواہش خود غرضی کی وجہ سے تو نہیں کرتا۔ مگر اس میں یہ بات مخفی ضرور ہوتی ہے۔ کہ جب عزیزوں اور رشتہ داروں کی عزت بڑھیگی۔ تو اس کی بھی بڑھیگی۔ لیکن میں نے اپنے نفس کو اچھی طرح ٹٹولا۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے مشن کے ساتھ اس لحاظ سے کبھی تعلق نہیں ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے آپ کا بیٹا بنایا۔ اور ان کو میرا باپ بنایا۔ بلکہ یہ تعلق بچپن کے زمانہ سے ہی خالص طور پر اس امر پر مبنی رہا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے جب ہوش سنبھالا اسی کے زمانہ سے ہی میں نے محسوس کیا۔ کہ آپکی بعثت

لغو۔ اور بے فائدہ نہیں

بلکہ عظیم الشان تغیرات کا موجب ہے۔

ممکن ہے۔ آپ میں سے بعض لوگ خیال کریں۔ کہ جب ایک شخص ایک جماعت میں شامل ہوتا ہے۔ تو پھر وہ کس طرح خیال کر سکتا ہے۔ کہ اس جماعت کے بانی کی بعثت لغو۔ اور بے فائدہ ہو سکتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ الفاظ میں کوئی ایسا شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اگر

بانیٔ سلسلہ کی بعثت

کو کوئی لغو کہتا ہے۔ تو پھر اس پر ایمان نہیں لا سکتا۔ لیکن انسانی قلب کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہری حالت کے علاوہ ایک

باطنی حالت

بھی ہوتی ہے۔ اور باطنی لحاظ سے کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو بانی سلسلہ کی بعثت کو لغو سمجھ لیتے ہیں یہ وہ اس کے حقیقی نشا کے خلاف چلتے ہیں۔ اس کے کام کی باریکیوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور اس حقیقت کو پیش نظر نہیں رکھتے۔ جو اس کے تمام کاموں میں پائی جاتی ہے۔ عام مسلمانوں سے اگر پوچھو۔ کہ کیا خدا تعالیٰ نے دنیا لغو پیدا کی ہے۔ تو

ہر مسلمان کہلانے والا

کہیگا نہیں خدا نے کوئی چیز لغو نہیں پیدا کی۔ مگر یہ کہنے والوں کی زندگیاں اور ان کا طریق عمل ثابت کرے گا۔ کہ وہ دنیا کو لغو سمجھتے ہیں۔ وہ کہنے کو تو کہیں گے۔ کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کا ذرہ ذرہ کام کا پیدا کیا ہے مگر ذرہ کا جو کام ہے۔ وہ معلوم نہیں کریں گے۔ اس کے مقابلہ میں یورپین لوگوں کو دیکھو۔ وہ یہ تو نہ کہیں گے۔ کہ دنیا کو خدا نے پیدا کیا۔ اور خدا کی ہستی کے قائل نہ ہوں گے۔ مگر یہ کہیں گے۔ کہ

دنیا کا ذرہ ذرہ مفید

اور فائدہ بخش ہے اور ہر چیز کے فوائد معلوم کرنے میں لگے ہوئے ہیں کہیں روشنی کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہے۔ کہیں ستاروں کے فوائد اور اثرات معلوم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہیں ہوا اور پانی کے خواص معلوم کئے جا رہے ہیں۔ غرض ان کا عمل بتاتا ہے۔ کہ دنیا کی کسی چیز کو لغو نہیں سمجھتے۔ لیکن وہ مسلمان جو منہ سے کہتے ہیں کہ دنیا کو خدا نے لغو نہیں بنایا۔ ان کا عمل بتاتا ہے۔ کہ وہ ایک ایک ذرہ کو لغو سمجھتے ہیں۔ اسی طرح

کئی احمدی

ایسے ہو سکتے ہیں۔ جو منہ سے تو یہ نہ کہیں۔ بلکہ خیال میں بھی نہ لائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت لغو اور بے فائدہ ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے جو اثر وہ حاصل کرتے ہیں۔ وہ یہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ آپ کی بعثت ضروری نہیں سمجھتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ آپ نے

وفات مسیح کا مسئلہ

ثابت کر دیا یہی آپ کا کام تھا۔ جو ختم ہو گیا حالانکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو انسان آتے ہیں وہ کسی ایک بات کے ثابت کرنے کے لئے نہیں آیا کرتے۔ بلکہ جس چیز کو بھی وہ چھوتے ہیں۔ اس کا ذرہ ذرہ بدل جاتا ہے۔ اور اس طرح ایک انقلاب آجاتا ہے

دیکھو

جب کسی شہر میں بادشاہ آتا ہے

تو اس کی ساری گلیوں اور ساری دوکانوں کو سجایا جاتا ہے۔ صرف وہی گلیاں اور وہی دوکانیں نہیں سجائی جاتیں۔ جن کے پاس سے بادشاہ نے گزرنا ہوتا ہے۔ بلکہ ہر دوکان اور ہر گلی سجائی جاتی ہے۔ اگر دنیا کے بادشاہ کے لئے شہر کا ہر کونہ اور ہر دوکان صاف کی جاتی ہے تو کیا ممکن ہے خدا کسی قلب پر نازل ہو۔ اور اس کے متعلق کہا جائے کہ وہ صرف ایک ہی کام کے لئے آیا ہے۔ اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت وفات مسیح (علیہ السلام) کا مسئلہ ثابت کرنے کے لئے تھی۔ تو بھی جب خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا۔ تو ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ آپ پر اترتا اور آپ کے کسی کونہ کو بند رکھتا جب کسی پر خدا نازل ہوتا ہے۔ تو اسے

پورا نور اور پورا عرفان

عطا کرتا ہے۔ جس طرح بادشاہ کے آنے کے موقعہ پر وہ گلیاں بھی جن میں سے اس کا گزرنا ضروری نہیں ہوتا۔ اور وہ دوکانیں بھی۔ جہاں وہ نہیں ٹھیرتا۔ سجائی جاتی ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے پیارے بندہ کا کونہ کونہ سجاتا ہے۔ پس اگر یہ فرض بھی کر لیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی کام تھا۔ کہ وفات مسیح (علیہ السلام) کا مسئلہ ثابت کریں۔ تو بھی ضروری تھا۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کا ہر ایک کونہ نور سے بھر دیتا۔ لیکن یہ بات غلط ہے اور بالکل غلط ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف وفات مسیح کا مسئلہ ثابت کرنے کے لئے یا چند اور مسئلوں کے لئے مبعوث کئے گئے۔ کبھی ایک مسئلہ کے لئے مامور نہیں آیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی مامور کو بھیجتا ہے۔ تو

دنیا کی ہدایت

کے لئے بھیجتا ہے اور ہدایت تقسیم کے قابل چیز نہیں۔ انسان تقسیم ہوتے ہیں۔ مگر ہدایت تقسیم نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نور اور ہدایت چاہے انسان مکمل نہ ہوں۔ تو بھی مکمل ہی دی جاتی ہے تفصیلات زمانہ کے لئے چھوڑ دی جاتی ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ روحانی ترقیات کے لئے کسی چیز کی ضرورت ہو۔ اور وہ چھوڑ دی جائے مثلاً

حضرت مسیح ناصری

جب آئے۔ تو ان کی بڑی غرض یہ تھی۔ کہ بنی اسرائیل میں نرمی پیدا کریں گو یہ نہیں۔ کہ انہیں اسی حصہ کے متعلق تعلیم دی گئی۔ اور باقی علوم و عرفان انہیں حاصل نہ تھے۔ اگر حاصل نہ تھے۔ تو ہدایت کے کامل درجہ پر وہ کس طرح پہنچ سکتے تھے حقیقت یہی ہے۔ کہ کوئی ہادی ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو

ہر پہلو سے کامل نہ ہو

بندوں کے بنائے ہوئے ہادی اور راہنما ناقص بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ جن کو ہادی بنا کر بھیجتا ہے۔ انہیں کامل ہی بنا کر بھیجتا اور تمام معارف اور حقائق ان پر کھولتا ہے :-

پس باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایمانیات میں اور آسمانی علوم کے ہر حصہ میں خدا تعالیٰ نے کامل اور مکمل وجود بنا کر بھیجا۔ اور باوجود اس کے کہ اپنی معرفت اور اپنی صفات کا کامل علم بخشا۔ کئی لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات مسیح کا مسئلہ ثابت کرنے کے لئے یا اور بعض مسائل کا ثبوت دینے کے لئے بھیجا ہے۔

لوگ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ تو ان کے مدنظر صرف یہ بات ہوتی ہے۔ کہ ختم نبوت۔ یا وفات مسیح پر آپ نے کیا دلائل دیئے۔ اور ان کی نظر ان مسائل کے متعلق دلائل معلوم کرنے تک ہی محدود رہتی ہے۔ وہ آپ کی بعثت کی اصل غرض کو نہیں پہچان سکتے۔ مجھے یاد ہے۔ جب مولوی برہان الدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ کی وفات پر

مدرسہ احمدیہ کے قائم کرنے کا سوال

پیدا ہوا۔ تو بعض نے کہا الگ مدرسہ قائم کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا۔ ہائی سکول کو توڑ کر دینیات کا مدرسہ بنا دیا جائے۔ بعض نے یہ بھی کہا۔ کہ کسی مدرسہ کی ضرورت ہی نہیں۔ سالانہ جلسہ کے ایام تھے۔ یہ پراپیگنڈا اس قدر زور سے کیا گیا۔ کہ قادیان

میدان جنگ

بنا ہوا تھا۔ میں ان لوگوں میں سے تھا۔ جو یہ کہتے تھے۔ کہ مدرسہ احمدیہ الگ بنانا چاہیئے۔ اور ہائی سکول کو نہ توڑا جائے۔ صرف ایک وجود اور تھا۔ جو اس خیال کا تھا۔ اور وہ میرے استاد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کی بھی یہی رائے تھی۔ کہ مدرسہ ہائی کو قائم رکھا جائے۔ اور دینیات کا مدرسہ الگ بنایا جائے۔ باقی سب کی جنہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ یہی رائے تھی۔ کہ مدرسہ ہائی توڑ دیا جائے۔ اور دینیات کا مدرسہ قائم کیا جائے۔ سب سے میری مراد وہ لوگ ہیں۔ جو اس معاملہ میں حصہ لے رہے تھے۔ ممکن ہے۔ جو لوگ خاموش تھے۔ وہ ہمارے ہی ساتھ ہوں۔ یہ معاملہ اس حد تک بڑھ گیا۔ کہ ہم پر اس قسم کے

فتوے لگنے شروع ہو گئے

کہ انہیں دین سے محبت نہیں۔ چونکہ میں گھر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہونچکر بات آسانی سے کر سکتا تھا اسلئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کوئی بات میرے کان میں ڈال دیتے۔ اور میں اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا دیتا۔ آخر وہ دن آیا۔ جب اس مسئلہ پر بحث ہوئی۔ اسمیں تو ہمیں فتح حاصل ہوئی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مدرسہ ہائی نہ توڑا جائے۔ لیکن اس وقت دوسری پارٹی کی طرف سے ایک شخص نے جن کا نام شاید نذیر احمد تھا۔ اور جو کوئٹہ کی طرف سے آئے تھے تقریر کی۔ اور کہا۔ مدرسہ احمدیہ کی ضرورت ہی نہیں ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں

چند مسائل کا اختلاف

ہے۔ ان مسائل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حل کر دیا ہے۔ اور ان کے دلائل بتا دیئے ہیں۔ باقی باتیں دوسرے مدرسوں سے سیکھی جا سکتی ہیں۔ وہ ابھی یہ تقریر کر ہی رہے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آگئے۔ اور آپ نے پوچھا۔ اس وقت تک کیا باتیں ہو چکی ہیں۔ وہ بتائی گئیں۔ اور عرض کیا گیا۔ اس وقت یہ بات پیش ہے۔ کہ بعض کہتے ہیں۔ دینیات کے مدرسہ کی ضرورت نہیں۔ ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں چند باتوں کا اختلاف ہے۔ اور ان اختلافی باتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حل کر دیا ہے۔ تب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریر کی

پہنچی ہے۔ میں نے چھپی ہوئی نہیں
میں نے سنا ہے۔ وہ چھپ
موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ
پڑھی۔ حضرت مسیح م
ہیں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ غلط ہے۔
میرے کانوں
ے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح یا اور
کے دو ر

چند مسائل میں

ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم
قرآن۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ غرض کہ آپ نے تفصیل سے
بتایا۔ کہ ایک ایک چیز میں ان سے ہمیں اختلاف ہے۔
ہم وہ روح لائے ہیں۔ جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم
لائے تھے۔ دوسرے لوگوں کے پاس صرف الفاظ رہ
گئے ہیں۔ دل میں روح نہیں۔ اس لئے یہ غلط ہے۔ کہ
ہمیں نئے علماء پیدا کرنے کی ضرورت نہیں۔ ضرورت ہے۔
اور بہت بڑی ضرورت ہے۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی فرمایا۔ کہ آپ

ہر مسئلہ کی تجدید

کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور یہی حق ہے۔ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے ایسے علوم عطا کئے ہیں۔ کہ
روحانی اسلامی علوم کا کوئی حصہ نہیں۔ جس کے متعلق یہ کہہ سکیں
کہ اس میں آپ نے تجدید نہیں کی۔ ہر علم میں آپ نے
تجدید کی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم اس کی قدر کریں یا نہ
کریں۔ بعض

وہ لوگ جو بعد میں آئے

انہیں آپ کی حقیقی قدر نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت معمولی بات ہے۔ مگر وہ یہ
نہیں جانتے۔ کہ دنیا میں کس قدر عظیم الشان تغیر آپ کی ایک
ایک بات سے پیدا ہو رہا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

بعض مسائل

ایسے ہیں۔ جو طبائع کے لحاظ سے کئی طریق پر عمل میں لائے جاتے
ہیں۔ جیسا کہ آمین کہنا ہے۔ بعض جوشیلی طبائع ہوتی ہیں۔ وہ آمین
بالجہر کہتی ہیں۔ بعض نرم طبائع ہوتی ہیں۔ وہ آہستہ کہتی ہیں۔
اسی طرح نماز پڑھنے کے وقت ہاتھ باندھنے کا مسئلہ ہے
کوئی اوپر ہاتھ باندھتا ہے۔ کوئی نیچے۔ تو فرمایا۔

فقہ کے بعض جھگڑے

بالکل لغو ہیں۔ مختلف طبائع کے لحاظ سے بعض اعمال میں اختلاف
ہو جانا کوئی معیوب بات نہیں۔ اب دیکھو یہ اصل بیان کر دینے
کے بعد حنفیوں اور اہلحدیثوں کے اس قسم کے جھگڑے خود
بخود مٹ رہے ہیں۔ اور اس بارے میں بہت بڑا تغیر واقع
ہو رہا ہے۔ یہ تغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد

سے ہی پیدا ہوا۔ اب اگر کوئی یہ کہے۔ کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا۔ وہ

معمولی بات

ہے۔ تو یہ غلط ہے۔ اس بات کی اہمیت کا اندازہ وہی لوگ
کر سکتے ہیں۔ جنھوں نے پہلی حالت دیکھی۔ یا اس کا صحیح طور
پر اندازہ کر سکتے ہیں۔ بعد میں آنے والے جنہیں معلوم
نہیں۔ کہ ان اختلافات کی وجہ سے کیسے کیسے جھگڑے ہوئے
وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کی اہمیت
کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ دیکھو

کولمبس

نے جب امریکہ دریافت کیا۔ تو کتنا بڑا تغیر پیدا ہو گیا۔ مگر جب
امریکہ دریافت ہو گیا۔ تو بعض لوگوں نے کہا۔ یہ کونسی بڑی
بات ہے۔ ہم جہاز پر بیٹھ کر ادھر چلے جاتے۔ تو ہم بھی
دریافت کر لیتے۔ جب یہ بات کولمبس تک پہنچی۔ تو اس نے
ایسے لوگوں کو بلایا۔ اور

میز پر ایک انڈا

رکھ کر کہا۔ کسی طرح بغیر سہارے کے اسے کھڑا کر دو۔ ان سب
نے بہت کوشش کی۔ مگر کوئی کھڑا نہ کر سکا۔ آخر کولمبس نے انڈا
لیا۔ پن مار کر اس میں سے لعاب نکالا۔ اور اس کے ذریعہ انڈا کھڑا
کر دیا۔ یہ دیکھ کر سب نے کہا۔ یہ تو ہم بھی کر سکتے تھے۔ کولمبس نے
کہا۔ پھر کیوں نہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ میں نے سنا ہے تم
لوگ کہتے ہو۔ ہم بھی امریکہ دریافت کر سکتے تھے۔ امریکہ دریافت کرنے
کا تو تمہیں موقع نہ تھا۔ انڈا کھڑا کرنے کا تو موقع مل گیا تھا۔ پھر اسے
کیوں نہ کھڑا کر سکے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ جب کوئی کام ہو جاتا ہے۔ تو آسان معلوم
ہونے لگتا ہے۔ لیکن اس کے ہونے سے قبل اس کے کرنے کا طریق نکالنا مشکل
ہوتا ہے۔ دیکھو لوگ روزانہ گھروں میں ہانڈی پکاتے اور ہانڈی
اُبلتی دیکھتے تھے۔ مگر یہ دیکھ کر انجن کسی نے نہ بنا لیا۔ آخر ایک شخص
نے جب اس پر غور کیا۔ وہ انجن بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ پس
بعض باتیں معمولی ہوتی ہیں۔ مگر عظیم الشان تغیر پیدا کر دیتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسلام کی

رائج الوقت تعلیمات

میں ایسا تغیر کیا ہے۔ کہ اصل تعلیم قائم کر دی ہے۔ اور اس تعلیم کو
وہی لوگ دنیا میں پھیلا سکتے ہیں۔ جنہیں سلسلہ احمدیہ طیار کرے۔
اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے مدرسہ احمدیہ کے قائم کرنے
کی تائید کی تھی۔ کیونکہ جب تک کسی

فن کے ماہر

نہ ہوں۔ اس کی باریکیوں تک نہیں جا سکتے۔ خدا کے فضل سے ہمارے
علماء دوسرے علماء پر ہر رنگ میں غالب آ رہے ہیں۔ اور مخالف

بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ احمدی علماء میں غیر احمدی علماء کی نسبت بہت
فرق ہے۔ احمدی علماء کا ذہن رسا۔ ان میں دین کے لئے جوش
اور خدمتِ اسلام کی خواہش ہے۔ وہ اسلام کی حقیقی تصویر
پیش کرتے ہیں۔ اسی خیال کے ماتحت میں نے مدتوں سے

ایک سکیم

سوچی ہوئی تھی۔ جس کی اب ابتداء کی گئی ہے۔ کیونکہ ہر کام کا وقت
ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا۔ ربانی کون ہوتے ہیں۔
تو انہوں نے کہا۔ الذی یربّی صغار العلم قبل کبارھا
کہ وہ جو علوم کے چھوٹے حصے پہلے سکھاتے ہیں۔ بڑے بعد میں۔ میری سکیم
یہ تھی۔ کہ آہستہ آہستہ وہ ملک جہاں یورپین زبانیں بولی جاتی ہیں۔
ان میں ہمارے علماء جائیں۔ اور تبلیغ کریں۔ بیشک شروع میں دقتیں ہونگی۔
اور انہی دقتوں کی وجہ سے اس سکیم پر عمل کرنے میں دیر لگی۔ لیکن اب وقت
آ گیا ہے۔ کیونکہ جو علماء نکل رہے ہیں۔ ان کا بیشتر حصہ ایسا ہے۔ جس نے کچھ نہ کچھ انگریزی
پڑھ لی ہے۔ بعض نے تو انٹرنس کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ اور بعض نے اپنے طور
پر سٹڈی کی ہے۔ اب موقع ہے۔ کہ اس سکیم کو جاری کیا جائے۔ مگر سکیم کیا ہے یہ کہ

صحیح خیال

دو طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ یا تو براہ راست اللہ تعالیٰ کے الہام سے یا تجربہ سے۔
اور جب تک دشمن کے خیالات معلوم نہ ہوں۔ اس کے اعتراضات کے جواب نہیں
دیئے جا سکتے۔ اور ہمارے مخالف ہندوستان میں ہی نہیں۔ بلکہ ساری دنیا میں ہیں

ہندوستان کے مخالف

تو عام طور پر جاہل ہیں۔ ان کے خیالات پر اپنے علم کی بنیاد رکھنا غلطی ہوگی۔
مثلاً کفارہ کا مسئلہ ہے۔ یہاں کے عیسائی تو جاہلانہ طور پر اسے پیش
کرتے ہیں۔ لیکن یورپ کے لوگ فلسفیانہ رنگ میں اس کے متعلق مضامین
لکھتے ہیں۔ وہ فلسفہ اور منطق نہیں۔ جو ہندوستان کے جاہل عیسائی پیش کرتے ہیں
منطق اور فلسفہ یہ نہیں۔ کہ کوئی بات ہی نہ سمجھ سکے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ وہی
مطالب جو روزانہ استعمال کرتے ہیں۔ انہیں محدود کر کے پیش کیا جائے۔ تو

دنیاوی علوم کی ترقی

مغربی ممالک میں ہو رہی ہے۔ وہاں جس رنگ میں اسلام پر اعتراض کئے
جاتے ہیں۔ وہ جداگانہ ہے۔ مختلف ممالک کی زبانیں پڑھ لینے سے بھی
ان اعتراضوں سے واقفیت نہیں ہو سکتی۔ اصل اور پوری واقفیت وہاں
جا کر لوگوں سے ملنے سے ہو سکتی ہے۔ پھر کسی ایک ملک میں جا کر نہیں ہو سکتی۔
ہر ملک میں

اعتراضات کا علیحدہ رنگ

ہے۔ مثلاً عربی کے متعلق جرمنی کی ایک شخص نولڈکے نے سب سے پہلے تنقید کی۔ مگر اس کی
کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ نہیں ملتا۔ تو سکیم یہ ہے۔ کہ آہستہ آہستہ ہمارے
علماء مختلف زبانیں سیکھیں۔ اور مختلف ممالک کے لوگوں کے خیالات سے واقف ہوں
اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ملک میں ایک مبلغ کو بھیجا جائے۔
جب وہ وہاں کی زبان سیکھ لے۔ تو دوسرے کو وہاں بھیج دیا جائے
اور پہلے کو کسی اور ملک میں تبدیل کر دیا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاکہ وہاں کی زبان سیکھ لے۔ اس طرح باری باری علماء کو بھیجکر مختلف زبانوں کا ماہر بنایا جائے۔ اور ہر ملک کے لوگوں کے اسلام پر اعتراضات سے آگاہ کیا جائے۔ مثلاً جب ایک مبلغ انگلستان کے حالات اور وہاں کی زبان سے واقف ہو جائے۔ تو چھ ماہ یا سال کی چھٹی دلا کر اُسے جرمنی بھیجدیا جائے۔ تاکہ وہاں کی زبان سیکھ لے انگریزی کے بعد دُوسرے ممالک کی زبانیں سیکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو مبلغ عربی ممالک میں بھیجا جائے۔ اسے جب عربی کی مشق ہو جائے۔ تو

انگریزی کی مشق

کے لئے ولایت بھیجدیا جائے۔ اس طرح اگر ہمارے علماء عربی۔ انگریزی اور جرمنی میں گفتگو اور تقریر کر سکتے ہوں۔ تو ان کے خیالات زیادہ وسیع ہوئے ہونگے۔ وہ بہت زیادہ دُنیا کے خیالات سے واقف ہونگے اور اُن سے ہمیں آگاہ کر لیں گے۔ تاکہ ہم اسلام کی حفاظت کا

بہترین طریق

اختیار کر سکیں۔

اسی طرح مختلف ممالک کا طرزِ تحریر بھی جُدا گانہ ہے۔ اگر اس کا لحاظ نہ رکھا جائے۔ تو ساری کوشش رائگاں جاتی ہے۔ مثلاً یورپ میں جو کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ اُن کے باب وغیرہ اور رنگ میں باندھے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں اور رنگ میں۔ یہاں کی طرزِ تحریر کے مطابق لکھی ہوئی کتاب جب وہاں جائے گی۔ تو وہ لوگ کہینگے کسی ناواقف کی لکھی ہوئی ہے۔ لیکن وہاں کا اگر کوئی شخص یہاں کی کتاب لکھنے والے سے علم میں کم بھی ہو۔ تو اس کی کتاب سے متاثر ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب کی ترتیب اس رنگ میں رکھے گا۔ جو وہاں رائج ہے۔ ہمارے علماء یورپ کے طرزِ تحریر سے واقف ہو کر ایسی کتابیں لکھ سکینگے۔ جو انشاء اللہ مفید ثابت ہو سکیں گی۔ اس

سکیم کی ابتداء

کے طور پر ایک طرف مولوی محمد یار صاحب کو اور دُوسری طرف مولوی اللہ دتا صاحب کو بھیجا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ اگلی دفعہ اُس مبلغ کو جو ولایت بھیجا گیا۔ عربی ممالک مصر اور شام وغیرہ میں بھیج دیا جائے۔ اور وہاں کے مبلغ کو انگلستان میں۔ اگر ہمارے مبلغ عربی اچھی طرح بول اور لکھ سکیں۔ پھر انگریزی اچھی طرح بول اور لکھ سکیں۔ تو جہاں جائیں گے۔ انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اب تک یہ خیال پایا جاتا ہے۔ کہ

یورپین علوم پڑھنے سے

انسان دین سے کھویا جاتا ہے۔ اور جس نے دینی علوم پڑھے۔ وہ عقل سے کھویا گیا۔ مگر ہم نے بتانا ہے۔ کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ دینی اور دنیوی علوم دونوں ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں میٹھا اور کڑوا پانی اسی طرح ملایا جائے گا۔ ولایت کی کیمبرج اور آکسفورڈ کی یونیورسٹیاں پادریوں کی قائم کی ہوئی ہیں۔ لیکن کیمبرج کی یونیورسٹی میں جہاں نئے خیالات کے لوگوں کا زور ہے۔ وہاں سے دہریت اور لامذہبی کی رَو نکلتی ہے۔ لیکن آکسفورڈ کی یونیورسٹی جو پرانی یونیورسٹی ہے۔ وہاں سے جو لوگ تعلیم پاتے ہیں۔ اُن کے دل میں عیسائیت کی محبت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے دل میں مذہب کی محبت ڈالی جاتی ہے۔ لنڈن میں میں نے دیکھا۔ مصباح الدین صاحب ایک شخص کو لائے۔ جو دہریہ تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ عیسائیت کا دشمن تھا۔ حضرت مسیح سے اسے محبت تھی۔ اسی طرح فری تھنکر مذہبی طور پر حضرت مسیح کو بُرا بھلا کہیں گے۔ مگر مذہبی جلسوں میں شریک ہونگے۔ اور ان میں حصہ لیں گے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ پادری استادوں نے اُن کے دلوں میں مذہب کی ایسی محبت قائم کر دی ہے۔ کہ دہریہ ہونے کی حالت میں بھی وہ ان کے دل سے نہیں نکلتی۔ اس رنگ میں دُنیوی تعلیم دینا ایسی خوبی ہے۔ کہ اس کی نقل کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کیونکہ خود رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سکھائی ہے

بدر کی جنگ میں

جو قیدی پکڑے آئے تھے۔ ان کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی شرط رکھی تھی۔ کہ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔ تب آزاد کئے جائیں گے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

دنیوی علوم کا سیکھنا

بھی ضروری قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح نے تو اس کے لئے کوئی مدرسہ قائم نہ کیا تھا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قائم کیا۔ پس ہم نقل کریں گے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کریں گے۔ ہاں یہ افسوس ضرور ہے۔ کہ عیسائیوں نے ہم سے پہلے اس بات کو اختیار کیا۔ مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی سے اس بات کو بھلا دیا۔ اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے آکر قائم کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرزِ عمل

دیکھ لو۔ آپ نے پہلے مدرسہ ہائی قائم کیا۔ اور پھر مدرسہ احمدیہ۔ اس طرح آپ نے یہ قرار دیا۔ کہ دُنیوی تعلیم نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ ہاں ایسے لوگوں کے ذریعہ دلائی جانی چاہیئے۔ کہ دوسروں میں جو نقائص پیدا ہوتے ہیں۔ وہ دُور ہو جائیں۔

اس وقت جس سکیم کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اُس کا نقشہ ایسا ہی ہے۔ جیسے خواب کے بعد خواب کا منظر آنکھوں کے سامنے پھرتا ہے۔ مگر یہ

خوشکُن منظر

ہے۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہو جائیں۔ تو کئی کالج اور یونیورسٹیاں ہم قائم کر سکیں گے۔ اُن کے لئے ہمارے پاس ایسے علماء مہیا ہونگے جو دینی اور دنیوی علوم کے ماہر ہونگے۔ اور وہ مضرات جو دوسری جگہ پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں پیدا نہیں ہو سکینگے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جو مبلغ اس سکیم کے ماتحت جائیں گے۔ وہ اس مقصد کو جو خواہ ابھی دُور کا ہی مقصد ہے۔ مدنظر رکھتے ہوئے اپنی زندگی کے اوقات صرف کریں گے۔ پھر اُن کو میں [illegible] یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ

سلسلہ احمدیہ کی بنیاد روحانیت پر ہے

دوسرے لوگ ہمارے علماء کے متعلق بے شک اچھی رائے رکھتے ہیں۔ مگر میرا تجربہ ہے۔ کہ جو نئے علماء نکل رہے ہیں۔ ان کی تقریر اور تحریر کا رنگ وہ نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رنگ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی نقل نہیں کرتے۔ جیسی کہ کرنی چاہیئے

ہمارے علماء

کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرزِ تحریر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جو سنجیدگی سے پُر ہے۔ اس میں اگر کوئی ہنسی کی بات بھی آتی ہے۔ تو اس میں بھی سنجیدگی ہوتی ہے۔ ہمارے علماء کو خصوصاً نوجوان علماء کو چاہیئے۔ کہ اپنی تقریر اور تحریر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے مطابق بنائیں۔ اور خوب یاد رکھیں۔ کہ خالی علم کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ تباہی کا موجب ہوتا ہے۔

علم یہ نہیں

کہ معلوم ہو۔ یہ تغیر ہو گیا۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ تغیر کرنے والی ہستی کی حقیقت معلوم ہو۔ اگر اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات کی حقیقت منکشف نہیں ہوتی۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ علم حاصل نہیں کیا۔ بلکہ جہالت ہے۔ علم اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات سے واقف ہونے کا نام ہے۔ اور سب تغیرات جو دُنیا میں ہوتے ہیں۔

صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ہیں

اگر کوئی ان کے اصل بواعث سے ناواقف رہتا ہے۔ اور ان کے اثرات اسے معلوم نہیں ہوتے۔ تو وہ جہالت میں مبتلا رہتا ہے۔ ہمارے علماء کو یاد رکھنا چاہیئے۔ الفاظ سیکھ لینا اور انہیں بیان کر دینا حقیقی روحانیت نہیں۔ اصلی روحانیت کا اظہار اپنی رفتار اپنی گفتار اور اپنی ہر حرکت سے کرنا چاہیئے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ وہ نمائش کریں۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنا قلب ایسا صاف کریں۔ کہ ان کی رفتار گفتار اور حال سے خدا کا خوف ظاہر ہو۔ اور خدا کا خوف ایسی چیز نہیں۔ جو چھپی رہ سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے۔ ایک شخص نے چاہا۔ کہ وہ

لوگوں میں عزت

حاصل کرے۔ اس کے لئے وہ سات سال تک مسجد میں عبادت کرتا رہا۔ مگر جب باہر نکلتا۔ تو لوگ کہتے۔ یہ منافق ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو اس کی ہدایت منظور تھی۔ ورنہ کئی چھوٹے لوگ بھی عوام میں اپنا اثر قائم کر لیتے ہیں۔ آخر ایک دن اُسے خیال آیا۔ کہ سات سال تک میں نے دُنیا کی عزت کے لئے کوشش کی۔ مگر کچھ نہ ملا۔ اگر یہی عمر اللہ تعالےٰ کی عبادت میں لگاتا۔ تو یقیناً خدا تعالیٰ حاصل ہو جاتا۔ اس پر وہ رو دیا۔ اور اس کے دل میں بہت رقت پیدا ہوئی۔ اس نے توبہ کی اور دنیا کے خیال کو چھوڑ کر خدا کے لئے مسجد میں عبادت کرنے لگ گیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جدھر سے گزرتا۔ لوگ کہتے۔ یہ ولی اللہ جا رہا ہے غرض دُنیا میں کئی لوگ بناوٹ کو کر لیتے ہیں۔ اور جھوٹ کو چھپا سکتے ہیں۔ لیکن سچ کو کوئی نہیں چھپا سکتا۔ جھوٹ چھپانا کونسا مشکل کام ہے۔ مگر سچائی کو کوئی نہیں چھپا سکتا۔ جو خدا رسیدہ ہو۔ وہ اگر اپنے آپ کو چھپانا بھی چاہے۔ تو نہیں چھپا سکتا کیونکہ

72
Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا رسیدہ ہونا

ایک طوفان ہے اور طوفان کو کون چھپا سکتا ہے۔ راکھ کے ڈھیر کو تو کپڑے کے نیچے چھپایا جا سکتا ہے۔ لیکن آندھی کو کون ہے۔ جو کسی چیز سے روک سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں میں نام و نمود کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ خدا کی قسم میں تو گوشہ خلوت سے نہیں نکلنا چاہتا تھا۔ مگر خدا نے مجھے نکالا۔ پس یہ تو ممکن ہے کوئی نیک نہ ہو اور اپنے آپ کو نیک ظاہر کرے لیکن یہ ممکن نہیں کہ نیک ہو اور وہ پوشیدہ رہ سکے۔ چاہے دنیا اسے پوشیدہ رکھنے کے لئے کتنا زور لگائے۔ اور خواہ وہ خود بھی پوشیدہ رہنے کی کوشش کرے میں یہ نہیں کہتا۔ کہ تکلف سے

روحانیت کا اظہار

کرو۔ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ حقیقت میں روحانیت حاصل کرو۔ تاکہ تمہاری آنکھ تمہارے ناک تمہارے کان اور تمہاری آواز سے روحانیت ظاہر ہو۔ پھر اگر تم اسے چھپانا بھی چاہو گے تو نہ چھپ سکے گی۔ پس

سب سے مقدم چیز

یہی ہے کہ روحانیت پیدا کرو۔ خشیت اللہ پیدا کرو۔ تقویٰ پیدا کرو۔ مگر لفظوں میں اس کا اظہار نہ ہو۔ کہ ہم خدا کے لئے کام کرتے ہیں بلکہ

قلبی کیفیات

سے اس کا اظہار ہو۔ اس

روحانیت حاصل کرنے کا طریق

یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب پڑھی جائیں۔ ان کے اندر جو روحانیت ہے اس پر غور کیا جائے۔ عام طور پر علماء جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب پڑھتے ہیں۔ تو ان کی نظر دلائل تک ہی محدود رہتی ہے کیونکہ بحث و مباحثہ کے لئے انہیں انہی کی ضرورت پڑتی ہے مگر اس ضرورت سے علیحدہ ہو کر اپنے طور پر بھی قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت اور حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھتے وقت انہیں اپنے پیشہ کے ماتحت نہیں بنانا چاہئے۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے۔ اس وقت دنیا مخاطب نہیں بلکہ میرا اپنا نفس مخاطب ہے۔ مجھے جس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ

روحانی ترقی

ہے اس لحاظ سے مجھے قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پڑھنی چاہئیں اس وقت مجھے یہ نہیں دیکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح کی وفات کے کیا دلائل ہیں۔

یہ باتیں میں نے سیکھ لی ہیں۔ اس وقت میں اس لئے پڑھتا ہوں۔ کہ مجھے کیا بننا چاہئے۔ کیونکہ سب سے مقدم سوال ہر ایک انسان کے لئے یہی ہے۔ لیکن مناظرہ کرنے والوں کو چونکہ یہ عادت پڑ جاتی ہے۔ کہ جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ تو ظاہری باتوں کی طرف ان کی نظر جاتی ہے۔ اور ان میں جو روحانیت ہے۔ اس تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اس لئے وہ روحانیت نہیں حاصل کر سکتے۔ اور یہی

خطرناک چیز

ہے اور اسی لئے صوفیاء نے العلم حجاب الاکبر کہا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص ان باتوں پر غور نہیں کرتا۔ جو اس کے اپنے نفس سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ وہ صرف ان باتوں کو دیکھتا ہے۔ جو دوسروں سے تعلق رکھتی ہیں۔

ایک بہت بڑے قاضی

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں گذرے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کوفہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ کوفہ کے لوگ بار بار شکائتیں کرتے تھے اور حضرت عمرؓ گورنر بدل دیتے تھے۔ آخر فرمایا میں اب کے گورنر تو بدل دیتا ہوں مگر ایسا انسان بھیجوں گا۔ جو انہیں سیدھا کر دے گا اس وقت جنہیں گورنر بنا کر بھیجا گیا۔ وہ بالکل نوجوان تھے۔ کوفہ کے لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا۔ کہ ایک بچہ ہم پر گورنر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ تو انہوں نے کہا شہر سے باہر ہی چل کر خبر لینی چاہئے۔ اور تجویز یہ ہوئی کہ بوڑھے بوڑھے لوگ جائیں۔ اور جا کر سوال کریں۔ کہ تمہاری عمر کیا ہے؟ چنانچہ کچھ لوگ گئے۔ اور انہوں نے پوچھا۔ کہ آپ کی عمر کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بھی چونکہ چن کر آدمی بھیجا تھا۔ انہوں نے کہا۔ میری عمر اسامہ کو جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کا سردار بنا کر بھیجا تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو ان کے ماتحت رکھا تھا۔ ان سے دو سال زیادہ ہے یہ بات سن کر ان لوگوں پر ایسا اثر ہوا۔ کہ انہوں نے آپس میں کہا اب ان سے کوئی بات نہ کرنا۔ ان کا واقعہ لکھا ہے ایک شخص ان کے سامنے گواہی دینے آیا۔ تو دیکھتے ہی پوچھا

کیا آپ استاد ہیں

اس نے کہا ہاں۔ لوگوں نے پوچھا آپ نے کس طرح سمجھا کہ یہ استاد تھا انہوں نے کہا۔ طالب علموں پر حکومت کرنے کی وجہ سے استاد کی ایسی طرز قائم ہو جاتی ہے کہ فوراً پہچان لیا جاتا ہے۔ تو مناظرین کو چونکہ ہر وقت ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جن سے یہ گفتگو کرنی ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے بعد نبی آ سکتا ہے خدا ایک ہے تین نہیں۔ اس لئے ان کی نظر دلائل تک ہی محدود رہتی ہے۔ چونکہ

روحانی امور پر بحث

نہیں ہوتی اور کبھی یہ بحث نہیں ہوئی۔ کہ روحانی ترقیات کس طرح حاصل ہو سکتی ہیں اس لئے ایک مناظر کا ذہن ادھر جاتا ہی نہیں۔ اور جب وہ قرآن پڑھتا ہے۔ تو اسی قسم کی باتوں کی طرف اس کا ذہن جاتا ہے۔ جو بحث و مباحثہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کو

دو حصوں میں

تقسیم کریں۔ ایک مناظرانہ زندگی۔ اور ایک انسانی زندگی۔ قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تلاوت مناظرانہ حیثیت سے نہیں بلکہ انسانی حیثیت سے بھی کرنی چاہئے۔ اور اس وقت صرف روحانی حصہ کو مدنظر رکھنا چاہئے تب اس بہت بڑے خطرہ سے انسان بچ سکتے ہیں۔ جو مناظرہ حیثیت سے کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور قرآن کریم کا مطالعہ کرنے کی وجہ سے درپیش ہوتا ہے۔ ہر خوبی اور ہر کمال کے ساتھ خطرات ہوتے ہیں اور یہی وہ بات ہے جس کا ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے کہ

ہر انسان کا گھر

جنت میں بھی ہوتا ہے۔ اور دوزخ میں بھی۔ عام طور پر لوگ اس بات کو سمجھے نہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر قدم جو تنزل کی طرف جاتا ہے ترقی کی طرف بھی جاتا ہے۔ مثلاً جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے اور اس کے دل میں احساس پیدا ہوتا ہے کہ میں نے برا کام کیا تو اس طرح اس کا گھر جنت میں بنتا ہے اور آخر جب وقت آ جاتا ہے۔ تو اسے ایسی ٹھوکر لگتی ہے کہ اصل مقام پر پہنچ جاتا ہے اسی طرح جب کوئی اچھا کام کرتا ہے اور اس کے دل میں کبر پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کے لئے دوزخ میں گھر بنتا ہے اور آخر اسے ایسی ٹھوکر لگتی ہے۔ کہ دوزخ میں پہنچ جاتا ہے پس ہر انسان اپنے لئے

دوزخ اور بہشت میں گھر

بناتا ہے۔ آگے یہ مومن کا کام ہے۔ کہ جنت کے گھر کو قائم رکھے اور دوزخ کے گھر کو برباد کر دے۔ اور اس کا طریق یہی ہے۔ کہ اپنے اوقات کا کچھ حصہ اپنے نفس کو دے۔ پس میں اپنے

مبلغین کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ روحانیت کی طرف توجہ کریں۔ کوئی لفاظی کوئی بحث و مباحثے۔ کوئی مناظرے کام نہیں آ سکتے۔ یہ سب کچھ تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ ظاہری علوم کے لحاظ سے اب بھی غیر احمدی علماء ہمارے علماء کے سامنے بچوں کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ بلکہ ہماری جماعت کے بچوں کے سامنے بھی بچوں کی طرح ہیں۔ مگر یہ محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیض ہے۔ اسے مدّنظر رکھو۔ ورنہ یہ علوم کیا۔ اور یہ قابلتیں کیا۔ اس سے ہزاروں درجے بڑھ کر بھی علم ہونگے۔ مگر روحانیت نہ ہوگی۔ تو کامیابی حاصل نہ ہوسکیگی۔ یہی دیکھو۔ عالم کہلانے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں۔ کہ آپ نے حضرت مسیحؑ پر اعتراض کئے ہیں۔ حالانکہ یہ

اسلام کے بچانے کی ایک تجویز

تھی۔ پہلے لوگوں میں چونکہ روحانیت تھی۔ اس لئے ان میں سے بھی بعض نے یہ طریق اختیار کیا۔ لیکن اب جن لوگوں میں روحانیت نہیں۔ وہ اس طریق کی وجہ سے جو اسلام کی حفاظت کے لئے اختیار کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ روم کے

ایک عیسائی بادشاہ

نے ایک مسلمان عالم کو بلایا۔ اور تجویز یہ ہوئی۔ کہ اسے شرمندہ کیا جائے۔ پادری ان سے اس طرح گفتگو کرنے لگے۔ کہ ہم آپ سے علم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ کہا جاتا ہے۔ آپ کے رسولؐ ایک دفعہ سفر پر گئے۔ تو وہاں ایسا واقعہ پیش آگیا۔ کہ ان کی بیوی پر الزام لگایا گیا۔ یہ آپ کے رسول کے صحابی ہی کہتے ہیں۔ ہم تو نہیں کہتے۔ مگر آپ بتائیں۔ کیا بات صحیح ہے؟ اس عالم نے کہا۔ یہ تو کوئی ایسی مشکل بات نہیں۔ جو آپ کی سمجھ میں نہ آسکے۔ بلکہ

بالکل معمولی بات

ہے۔ اس قسم کے دو واقعات گزرے ہیں۔ ایک عورت پہلے گزری ہے۔ اس کا نام مریم تھا۔ اس پر بھی الزام لگایا گیا۔ اور ایک حضرت عائشہؓ ہیں۔ جن پر الزام لگایا گیا۔ الزام کے لحاظ سے تو دونوں مساوی ہیں۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے۔ کہ مریم بغیر شادی کے تھی۔ کہ ان کے بچہ پیدا ہوا۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاوند والی تھیں۔ مگر ساری عمر میں ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ یہ ان لوگوں میں احساس تھا۔ جن میں روحانیت تھی۔ کہ

اسلام کی حفاظت کے لئے

کیا ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ اب علم تو ہے۔ لیکن روحانیت نہیں۔ اسلام سے حقیقی محبت جاتی رہی ہے۔ اس لئے نہ صرف اسلام کی حفاظت کے لئے خود یہ طریق اختیار نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے اختیار کرنے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ اگر ان کے دل میں

اسلام کی محبّت

ہوتی۔ تو یہ اعتراض کیوں کرتے۔ یہ کوئی گالی نہیں بلکہ عیسائیوں کے معتقدات پر اعتراض ہے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر اعتراض کئے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ اگر اسلام کے بچانے کے لئے یہ ضرورت پیش آئے۔ کہ سارے انبیاء کے متعلق یہ پہلو اختیار کیا جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ غرض ہر انسان کے لئے سب سے مقدم چیز روحانیت ہے۔ جسے یہ حاصل ہو۔ وہ ہر میدان میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ دراصل تلوار ایک ہی ہوتی ہے۔ مگر چلانے والوں کے فرق کی وجہ سے

نتائج مختلف

نکلتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ ایک شخص بہت اچھی تلوار چلا سکتا تھا۔ ایک ہی وار سے گھوڑے کے چاروں پاؤں کاٹ ڈالتا تھا۔ شہزادہ نے اس سے تلوار مانگی۔ مگر اس نے نہ دی۔ اس پر شہزادہ نے باپ سے شکایت کی۔ اور بادشاہ نے تلوار چلانے والے کو ڈانٹا۔ کہ کیوں تم نے تلوار نہیں دی۔ اس نے کہا۔ بادشاہ سلامت مجھے تلوار دینے میں تو کوئی عذر نہیں۔ مگر اس تلوار میں کوئی خاص خوبی نہیں ہے۔ آخر اس نے تلوار دے دی۔ اور شہزادہ نے مارنی شروع کی۔ لیکن اس سے کچھ بھی نتیجہ نہ نکلا۔ ہمارے مبلغوں کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ تلوار چلانے والے بنیں۔ وہ ایک ذریعہ ہیں۔ جن کے پیچھے

خدا کی قدرت

کام کررہی ہوتی ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اندر خشیت اللہ پیدا کرنی چاہیئے۔ جس کی ہمارے نوجوان علماء میں کمی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ہمارے مبلغ اپنے اس سفر میں اور اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی کوشش کریں۔ اگر یہ بات انہیں حاصل ہو جائے۔ تو ساری دنیا بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ لیکن اگر وہ اس سے محروم رہیں۔ تو ساری دنیا بھی ان کے ذریعے ہدایت پا جائے۔ تو انہیں کیا فائدہ؟ پس سب سے پہلے انہیں۔

اپنے نفس کا خیال

رکھنا چاہیئے۔ ظاہری ترقی کا نہیں۔ بلکہ باطنی ترقی کا۔ اس کا ایک ذریعہ تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ ہے۔ دوسرا دعائیں اور انکسار ہے۔ صرف خدا کا فضل ہی ہے۔ جو انسان کو دین اور دنیا میں کامیاب کرسکتا ہے ؎

ہندوستان کے لاٹ پادری صاحب کو چیلنج

پادری برکت اللہ صاحب اور دوسرے عیسائی لاٹ پادری صاحب کو میدان مناظرہ میں لائیں

بہت عرصہ کا ذکر ہے۔ کہ میں نے کوہ منصوری کے لنڈھور بازار والے چرچ میں کھڑے ہو کر بموجودگی کئی ایک سودیشی مشنریوں اور پادریوں کے یہ چیلنج کیا تھا۔ کہ اسی وقت قبل اس کے کہ میں گرجے سے باہر جاؤں تم سب ملکر مجھ سے اس موضوع پر گفتگو کرلو۔ کہ اناجیل اربعہ کی رو سے خداوند یسوع مسیح صلیب پر نہیں مرے۔ اور نہ ہی وہ آسمان پر گئے۔ بلکہ طبعی موت مر گئے۔ میں سوائے اناجیل یا پرانے عہدنامہ کے کسی خارجی کتاب کا حوالہ پیش نہ کروں گا۔ اسی طرح آپ لوگ بھی کریں۔ یہیں میدان ہے یہیں چوگان۔ مگر اس وقت ان سب پادریوں پر ایک ایسی غیر طبعی اور عارضی موت وارد ہوگئی۔ کہ کسی کو جرأت نہ ہوئی۔

اس لئے اب میں اس چیلنج کو مسیحیوں پر عام اتمام حجت کی غرض سے جناب معلےٰ القاب بڑے لاٹ پادری صاحب کلکتہ کی خدمت میں اخبار کے ذریعہ پہنچاتا ہوں۔ اور مؤدبانہ مستدعی ہوں۔ کہ آپ چونکہ ہندوستان کے سودیشی اور اینگلو انڈین مسیحیوں کے روحانی طور پر سرپرست ہیں۔ مزید برآں آپ ہی مسیحیت کی اشاعت اور مسیحیت کے راستہ میں روکوں کے دُور کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ برائے یسوع مسیح خداوند یسوع مسیح کی طرح بے تکلفی سے میرے ساتھ اس موضوع پر مناسب شرائط کے ساتھ مناظرہ کریں۔ کیونکہ آپ اس وقت خداوند یسوع مسیح کے ہندوستانی قائمقام ہیں۔ اور اس مسئلہ کو آپ ہی بہتر طور پر سمجھ سمجھا سکتے ہیں۔

میرے اس چیلنج کے جواب میں آپ کی خاموشی اخلاقاً اور مذہباً مجرمانہ خاموشی تصور کی جائے گی۔ اور ہم اس نتیجہ پر پہنچنے میں حق بجانب ہوں گے۔ کہ آپ درحقیقت خداوند یسوع مسیح کو ہماری طرح فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور صلیبی موت سے قطعاً منکر ہیں۔ جس طرح یورپ اور امریکہ کا کثیر حصہ عقل اور سائنس اور فلسفہ کی روشنی میں مان رہا ہے۔ اور یہ سب ڈھونگ محض ہندوستانی سادہ لوحوں کو پولٹیکل رنگ میں ہندوستانی قوم سے الگ کرنے کے لئے رچا رکھا ہے۔ ورنہ جلد سے جلد میرے اس چیلنج کو شرف قبولیت بخش کر نہ صرف مجھے ممنون و مشکور فرما دیں۔ بلکہ ہزاروں لاکھوں مخلوق الٰہی پر احسان کریں۔

رائٹ ریورنڈ ویسٹ کاٹ صاحب کے جواب کا منتظر

(فخرالدین احمدی ملتانی قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح اول کا خاندان تو موتی سرمہ ہی پسند کرتا ہے

ضعف بصر - ککرے - جلن - خارش چشم - پھولا - جالا - پانی بہنا - دھند - غبار - پڑبال - ناخونہ - گوہانجنی - رتوندہ - ابتدائی موتیا بند - غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے - وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے - حضرت حکیم الامۃ نور الدینؓ کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں کہ :-

پچھلے دنوں میں عزیز عبد الباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی - اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں - کوئی فائدہ نہ ہوا - مگر آپ کا سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا ہے در حقیقت بہت ہی قابل قدر چیز ہے - اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں - کہ حضرت حکیم الامۃ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے - اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے - اور آپکا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے - لہٰذا آپ کو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہئیے

قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ ؎

امراض معدہ کا موسم

آج کل امراض معدہ و پیٹ کا موسم ہے اور ان میں سب سے خوفناک ہیضہ ہے لہذا ہماری سخت مشہور اور مقبول عام دوا "اکسیر معدہ" ہیضہ - بدہضمی - کمی بھوک - درد شکم - اپھارہ - باؤ گولا پیٹ کا گڑگڑانا - کھٹی ڈکاریں - قے وجی کا متلانا - جگر و تلی کا بڑھ جانا - قبض و اسہال - ریاح کے لئے تیر بہدف اور بہترین حفظ ما تقدم و کامیاب علاج ہے - اڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا نیر صاحب نے بعد از استعمال بہت پسند فرمایا قیمت فی شیشی دو روپے جو بہت مدت کے لئے کافی ہے محصولڈاک علاوہ ؎

اکسیر البدن کے استعمال سے زمانہ شباب یاد آگیا

جناب سید حبیب الرحمٰن صاحب احمدی عرف شاہ ابراہیم صاحب قادری جاگیردار ضلع نانڈیڑ تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے آپ کی مرسلہ اکسیر البدن کو استعمال کیا حقیقتاً بہترین چیز ہے اگرچہ میری عمر ۴۲ سال ہے مگر اکسیر البدن کے استعمال سے زمانہ شباب یاد آگیا - میں نے اپنے دیگر اصحاب کے لئے بھی منگوائی وہ بھی بہت مداح ہیں"

یقیناً اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی بہترین مقوی دوا ہے - جو جملہ دماغی اور جسمانی اعصابی کمزوریوں کو دور کرتے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانے میں لاثانی ہے - اگر آپ کو اپنی صحت کی کچھ بھی فکر ہے - تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دینا چاہئیے موسم برسات میں ملیریا کی عام شکایت شروع ہو جاتی ہے یہ دوا بہترین مقوی ہونے کے علاوہ ظالم ملیریا جو انسانی صحت کا ستیا ناس کر دیتا ہے کو روکنے اور اس سے پیدا شدہ کمزوری و عوارض کو دور کرنے کے لئے بھی تیر بہدف ہے چنانچہ **شیخ فخر الدین صاحب** زمیندار کورائی سے لکھتے ہیں - کہ اکسیر البدن ملیریا میں بہت مفید ثابت ہوئی سب کمزوری جاتی رہی ایک شیشی اور بھیجئے قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک ؎

ملنے کا پتہ

مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

بے روزگاری سے نجات

اگر آپ کم سرمایہ سے معقول منافع چاہتے ہیں - تو ہم سے چین - جاپان - فرانس - یورپ امریکہ اور ہندوستانی ملوں کے تازہ مال ان کے بالکل نئے اور دلکش نہایت ہی دلفریب ڈیزائن کے پارچہ جات سالم تھان اور کٹ پیس منگوا کر تجارت کریں ؎

سینکل کی گانٹھ پچاس روپے میں بھیجی جاتی ہے - اس سے یکصد روپے کے کپڑے تیار ہو سکتے ہیں - تجارت پیشہ لوگ دو صد یا زائد روپے کی گانٹھیں متوک نرخ پر طلب کر کے فائدہ اٹھائیں - بڑے بیوپاری ولایتی سربند گانٹھیں سات صد یا زائد کی رعایتی نرخ پر - ایسا مال اسی نرخ پر پورا کرایہ پارچات یا برساتی کوٹ نئے عمدہ چار صد سے ۸ سو روپے طلب کریں - جو کسی کمپنی سے نہیں ملیگا - مال گاڑی کا کوٹوں کا بذمہ کمپنی ہوگا درجہ دوم ساڑھے سات روپے فی عدد اور درجہ اول ۹ روپے ۱۲ ؍ فی عدد کے حساب سے طلب کریں ؎

> پرانے کوٹوں کا موسم آرہا ہے - ابھی سے آرڈر بھیجیں تاکہ وقت پر مال گاڑی سے مال آسانی سے پہنچ جائے جملہ گانٹھیں امریکہ کی سربند ہونگی - مال نہایت عمدہ نئے کے برابر ہوگا ؎

جملہ آرڈروں کے ہمراہ پچیس فیصدی کے حساب سے رقم پیشگی آنی لازمی ہے - بوٹوں اور سلیپروں کے خریدار بھی خط و کتابت سے طے کریں ؎

معقول تنخواہ اور کمیشن پر دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے - جو تھوڑا بہت سرمایہ رکھتے ہوں - نیک نیتی سے روزگار کرنے والے فوراً معاملہ طے کرلیں ؎

دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ برانچ آفس بمبئی نمبر ۸

صابون بنانا سیکھ لو

چھ روپے من کا ہم وہ صابون آپ کو سکھائیں گے جو سولہ روپے من آپ بآسانی فروخت کر کے دس روپے منافع کھلا حاصل کریں گے - بعض لوگوں کی بیسیوں من صابون کی روزانہ فروخت ہے جنہوں نے تھوڑا عرصہ قبل چند پیسوں سے ابتدا کی تھی - صرف دس سیر صابون روزانہ بیچ لینا دو اڑھائی روپے کی کمائی ہے جس کے سامنے پچاس روپے کی ملازمت بالکل ہیچ ہے -

ہمت مرداں مدد خدا

دس سیر چیز ہی کیا ہے معمولی قصبہ میں ایک دو من مال جوان آدمی روزانہ کھپا سکتا ہے - اس لئے بے روزگار بھائیوں کو ہمارا ہمدردانہ مشورہ ہے - کہ ہم سے نہایت اعلیٰ اور کار آمد پر منافع بالکل بے نقص اور سہل اور سستے صابون بنانا سیکھ لیں - اس سے بفضلہ تعالیٰ سب پریشانیاں جاتی رہینگی - گذشتہ آٹھ سال میں سیکھنے والے معزز احباب سلسلہ کی زبردست سندات ہمارے پاس محفوظ ہیں - جن کو شائع کرانے کی گنجائش نہیں - اعتبار نہ آوے تو نقول منگوا کر تسلی کرلیں - یہ ہمارا دعویٰ ہے کہ انشاء اللہ یہ خاص نسخے آپ کو بڑا روپیہ خرچ کرنے سے بھی دستیاب ہونے مشکل ہیں - کمر ہمت باندھ کر صبر و استقلال سے پانچ روپیہ کے معمولی سرمایہ سے آپ بسم اللہ کر کے شروع کر دیں - نتیجہ آپ کو پہلے ہی ماہ خوش کر دیگا - ہمت آپ کا کام ہے فضل منجانب اللہ ہے اور صابون انگریزی - دیسی کے عجائب مسرکہ کے نادر و نایاب کل نسخہ جات سکھا دینا ہمارے ذمہ - دعویٰ برخلاف تحریر ثابت ہوا تو واپسی فیس کا وعدہ سچا - نسخہ جات چار روپے فیس میں ویلیو پی بھیجے جائیں گے - محمد صدیق مینجر کوہ نور سوپ ٹریڈنگ کمپنی میرٹھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— شملہ سے سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ ہندوستان میں کشمیر کے فسادات کا نہایت ہی ناخوشگوار اثر پڑ رہا ہے۔ یہاں کے ذمہ دار سرکاری حلقوں میں دھڑا دھڑ محضر نامے موصول ہو رہے ہیں۔ کہ ریاست کشمیر کے نظم و نسق پر شدید نظر ثانی اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ موجودہ نظام ریاست کو نہایت خطرناک صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ موجودہ فسادات مدت مدید اور عرصہ دراز کے جبر و استبداد کا نتیجہ بتائے جاتے ہیں ÷

—— اخبار "ریاست" دہلی نے لکھا ہے۔ مہاراجہ صاحب کشمیر نے گورنمنٹ ہند سے درخواست کی ہے۔ کہ قانون تحفظ والیان ریاست کے ماتحت اخبار انقلاب لاہور پر مقدمہ چلانے کی اجازت دی جائے۔ اور پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ اس امر پر غور کر رہا ہے۔ مقدمہ غالباً سیالکوٹ میں چلایا جائیگا۔ معزز معاصر انقلاب نے اعلان کیا ہے کہ وہ ان گیدڑ بھبکیوں سے ڈر کر کشمیری مسلمانوں کی مظلومیت کے اظہار سے باز نہیں رہ سکتا ÷

—— سری نگر سے پچیس میل کے فاصلہ پر دریائے جہلم پر جو پل ہے۔ ۲۴ جولائی کی شب نذر آتش ہو گیا۔ اور کاملاً تباہ ہو گیا۔ اس لئے جموں اور کشمیر کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل منقطع ہو گیا۔ حکومت نے ایک عارضی پل کی تعمیر کر دی ہے۔ مجرموں کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ البتہ شبہ میں پانچ آدمی گرفتار کر لئے گئے ہیں ÷

—— بلوہ سکندر آباد کے سلسلہ میں مقدمات کی سماعت ملتان کے مسٹر ڈیوڈ مجسٹریٹ درجہ اول کے سپرد ہوئی ہے کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ وہ ہندو جو اس تمام فساد کا موجب ہوئے۔ اور جنہوں نے ایک مسلم رئیس پر حملہ کیا۔ اور کئی گھنٹے تک اسے محاصرہ میں رکھا تھا۔ ان میں سے اس وقت تک صرف چھ ہی گرفتار ہوئے ہیں۔ اور وہ بھی ایک ایک ہزار کی ضمانت پر رہا کر دئے گئے ہیں ÷

—— مسٹر عبداللہ یوسف علی سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لنڈن سے واپس آ گئے ہیں۔ آپ کی واپسی ایک انگریزی روزنامہ ایسٹرن ٹائمز کے سلسلہ میں بتائی جاتی ہے۔ جو عنقریب لاہور سے نکلنے والا ہے ÷

—— امرتسر پولیس نے کسی مخبر کی اطلاع پر ایک تکیہ پر چھاپہ مار کر ایک ہندو نوجوان کو گرفتار کیا۔ جس سے ایک خالی پستول برآمد ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کوئی مشہور انقلاب پسند ہے ÷

—— دیگر ممالک کی طرح جرمنی کی مالی حالت بھی سخت خراب ہے۔ دو اور بنکوں نے حال میں دیوالہ نکال دیا۔ اور ان میں سے ایک کے مالک نے خودکشی کر لی ÷

—— لنڈن کی خبر ہے کہ انسانوں کو بذریعہ پارسل بھیجنے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ بلجیم کے ایک اخبار نویس کو کرائیڈن کے لئے پارسل کیا گیا۔ ڈاکخانہ والوں نے اس کے کوٹ کے ساتھ لیبل لگا دیا۔ اور ڈاک کے تھیلوں کی طرح جہاز میں پھینک دیا گیا۔ بیٹھنے کے لئے اسے کوئی کرسی نہ دی گئی۔ اور منزل پر پہونچ کر جب تک بلٹی چھڑانے والا نہ آیا۔ اسے مال گودام میں ہی رکھا گیا۔ پارسل کا کرایہ مسافر کے کرایہ سے بقدر تیس شلنگ کم دینا پڑا ÷

—— ۲۴ جولائی کو ریاست ہائے پنجاب کے باشندوں کی کانفرنس شملہ میں منعقد ہوئی۔ پنڈال سے باہر بہت سے لوگ کھڑے تھے۔ جنہیں اندر نہ جانے دیا گیا۔ چونکہ فساد کا خطرہ تھا۔ اس لئے پولیس بلائی گئی جس نے ہجوم کو منتشر کر دیا۔ اور سردار سردول سنگھ کویشر کو گرفتار کر لیا گیا۔ جو اگلے روز ضمانت پر رہا کر دئے گئے۔ ڈپٹی کمشنر نے نقض امن کے خوف سے جلسہ روک دیا ÷

—— میاں عبدالعزیز صاحب صدر بلدیہ لاہور نے مہاراجہ صاحب کشمیر کو تار دیا تھا۔ کہ چونکہ کشمیری مسلمان آپ کی تحقیقاتی کمیٹی پر اعتماد نہیں رکھتے اس لئے کشمیر کمیٹی لاہور کو دریافت حالات کی اجازت دی جائے۔ مگر مہاراجہ صاحب نے انکار کر دیا ہے۔ قادیان سے طبی امداد کی اجازت کے لئے بذریعہ تار اجازت طلب کی گئی تھی وہ بھی نہیں دی گئی ÷

—— کوئٹہ سے آگے ژوب ویلی ریلوے اور کالاباغ بنوں ریلوے چونکہ کثرت باراں کی وجہ سے کئی مقامات پر شکستہ ہو گئی ہیں۔ اس لئے فی الحال آمد و رفت بند کر دی گئی ہے ÷

—— سکرٹری صاحب آل انڈیا مسلم لیگ نے وائسرائے ہند نے کو تار دیا ہے کہ سر علی امام اور ڈاکٹر انصاری کو گول میز کانفرنس میں ہرگز شامل نہ کیا جائے ÷

—— وائسرائے ہند نے موگہ کے مشہور معالج چشم ڈاکٹر متھراداس صاحب کو اپنا اعزازی سرجن مقرر کیا ہے ÷

—— یو۔ پی کونسل نے ایک قرارداد پاس کی ہے۔ کہ اچھوت اقوام کے افراد کو سرکاری ملازمتوں میں لینے کی طرف خاص توجہ کی جائے۔ مگر ہندو اس پر عمل قیامت تک نہ ہونے دیں گے ÷

—— کراچی کانگرس کا حساب مکمل ہو گیا ہے۔ استقبالیہ کمیٹی کو ایک لاکھ روپے کے قریب بچت ہوئی ہے جس میں تیس ہزار آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو دیا گیا ہے ÷

—— میڈرڈ سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ہسپانیہ میں جمہوریت کے خلاف بغاوت ہو گئی ہے۔ شورش روز بروز بڑھ رہی ہے۔ کئی مقامات پر ہولناک تصادم ہو چکے ہیں۔ باغیوں نے ایک شہر پر بمباری کی۔ جس سے دیگر نقصانات کے علاوہ ٹیلیفون کی پندرہ سو لائنیں کٹ گئیں ÷

—— کانپور کے ہفتہ وار ہندی اخبار پرتاپ کے ایڈیٹر کو کسی قابل اعتراض مضمون کی شکایت کے باعث گرفتار کر لیا گیا ہے ÷

—— چین کی نیشنلسٹ گورنمنٹ کے وزیر مال جاپان کے وزیر کے ساتھ شنگھائی ریلوے سٹیشن سے نکل رہے تھے۔ کہ ان پر بم پھینکا گیا۔ اور گولیاں چلائی گئیں۔ وزیر تو بچ گیا۔ مگر اس کا سکرٹری ہلاک ہو گیا۔ حملہ آور جو سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ بھاگ گئے ÷

—— لاہور۔ ۲۷ جولائی۔ پولیس نے لنڈا بازار کانگرس کمیٹی کے دفتر پر چھاپہ مارا۔ وہاں سے چار اشخاص کو جن کو پولیس انقلاب پسند سمجھتی ہے گرفتار کر لیا ÷

—— لکھنؤ۔ ۲۷ جولائی خانصاحب محی الدین ہیڈ اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ہیلتھ کے ساتھ ایک پٹھان نوجوان جو داروغہ صفائی کے آخری امتحان میں ناکامیاب ہوا تھا۔ ملاقات کرنے کے لئے آیا اور مطالبہ کیا کہ میرے جوابات کے اصلی پرچے دکھائے جائیں اور امتحان کے نمبروں کی فہرست بھی دکھائی جائے۔ اسے بتایا گیا۔ کہ قواعد کی رو سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد اس نے ڈائرکٹر سے ملاقات کرنی چاہی۔ خانصاحب نے اس کی اجازت نہ دی۔ اس نوجوان نے بالکل نیا خنجر نکالا۔ اور خان صاحب کے بائیں کندھے کو زخمی کر دیا۔ خان صاحب کو فوراً ہسپتال پہنچایا گیا۔ اور حملہ آور گرفتار کر لیا گیا۔

—— کلکتہ۔ ۲۷ جولائی۔ آج ۲ بجے دوپہر ایک بنگالی نے مسٹر ایچ آر گارلک ای۔ سی ایس ڈسٹرکٹ و سیشن جج ۲۴ پرگنہ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ حملہ آور پچھلی طرف سے عدالت کے کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں سے اس نے پہلی گولی چلائی۔ لیکن نشانہ خطا گیا۔ اس پر وہ دوڑ کر گواہوں کے کٹہرے کے نزدیک آ گیا۔ اور دوسری گولی چلائی۔ پولیس افسر نے فوراً فائر کر دیا جس پر دونوں میں پستولوں کی لڑائی شروع ہو گئی۔ حملہ آور ہلاک ہو گیا۔ پولیس افسر بھی مجروح ہو گیا۔ مقتول حملہ آور کی جامہ تلاشی سے ایک خط ملا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ میں نے جان بوجھ کر مسٹر گارلک

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ÷